سلسلۂ نصابات عمرانیات علمیہ مجلس جامعۂ عثمانیہ

انتخاب

اصول دھرم شاستر

مؤلفہ

راے بہادر جے سی گھوش صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل

مترجمہ

راے بیجناتھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

سنہ ۱۳۴۲ھ م سنہ ۱۳۳۲ف م سنہ ۱۹۲۳ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

رائے بہادر جے۔ سی گھوش صاحب مولف کتاب کی اجازت سے
جنھیں حق کاپی رائٹ حاصل ہے
یہ ترجمہ طبع کیا گیا ہے۔

فہرست مضامین انتخاب اصول دھرم شاستر

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دھرم شاستر

باب اوّل

دھرم شاستر کے اصول اور ماخذ

قانون کی تعریف

(۱) ہندوؤں کے خیال کے موافق "قانون" دھرم کی ایک شاخ ہے۔ سمرتیوں میں قانون کی کوئی تعریف نہیں کیگئی ہے۔ دھرم کی تعریف حسب ذیل کیگئی ہے:۔
"جسپر وید کے فاضل عمل کرتے ہیں اور جسکو ایسے نیک آدمیوں کی ضمیر پسند کرتی ہے جو نفرت اور غیر معمولی محبت سے مستثنٰے ہیں"۔

صحیح عمل کا معیار یہ ہے کہ اُس سے دوسری مخلوق اور مادّی اشیاء سے آزادی اور عمل کنندہ کو کامل شانتی حاصل ہو جاتی ہے۔ جس عمل سے انسان دوسروں کا تابع ہو وہ صحیح عمل نہیں ہے۔ "انسان فائدہ کی خواہش سے عمل کرتا ہے" لیکن "ایسا عمل پسندیدہ نہیں ہے"۔ انسان کو اپنا فرض فرض سمجھکر انجام دینا چاہیئے نہ کہ سزا کے خوف یا فائدہ کی خواہش سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ دھرم کیا ہے اور اُسکے بعد اُسپر سختی کے ساتھ عمل کرنا چاہیئے۔ پروردگار عالم نے مکمل دھرم بذریعۂ الہام ظاہر کیا ہے۔ دھرم کے قواعد کسی دنیوی غرض پر مبنی نہیں ہیں۔ دھرم کے قواعد کے حسب ذیل چار ماخذ ہیں:۔

(۱) وید (۲) سمرتیاں (۳) نیک آدمیوں کا عمل (۴) انسان کی ضمیر۔

دھرم کا مقصد خود اُس میں موجود ہے۔ "دھرم اُن انسانوں کو تباہ کر دیتا ہے جو اُسکی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اُنکی حفاظت کرتا ہے جو اُسکے موافق عمل کرتے ہیں"۔ دھرم کا مقصد کسی دنیوی قوّت سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ دھرم کے قواعد دریافت کرے اور جب وہ معلوم ہو جائیں تو

انکو شائع کر کے اونکی تعمیل کرے۔ بادشاہوں اور مجالس کو قانون وضع کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ دھرم کے قواعد میں اونکے فرائض کا سختی کیساتھ تعین کیا گیا ہے۔ انکو کبھی اپنا دھرم مفصلہ بالا چار ماخذ سے دریافت کرنا چاہیئے۔ اگر وہ اپنے دھرم کی خلاف ورزی کرینگے تو وہ کبھی یقیناً وہ سزا پائینگے جو انکے کرم کی نوعیت کے لحاظ سے لازمی ہے۔ اگر کوئی شخص دھرم کے خلاف کوئی فعل کرے تو اسکو اُس سزا سے محفوظ رہنے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے جو دھرم کی رو سے مقرر کیگئی ہے۔ اگر وہ فعل ایسا گناہ ہو جو بادشاہ کی جانب سے مستوجب سزا نہیں ہے تو اسکو پرائشچت کرنا چاہیئے۔ اگر وہ فعل بادشاہ کی جانب سے مستوجب سزا ہو تو اسکو چاہیئے کہ خود بادشاہ کے پاس جاکر سزا دیئے جانے کی خواہش کرے۔" جو اشخاص جرائم کا ارتکاب کرنے کے بعد بادشاہ کی جانب سے سزا پا چکے ہیں وہ سورگ کو جائینگے کیونکہ وہ اسی طرح پاک ہو جاتے ہیں جس طرح نیک افعال کے ذریعے سے انسان پاک ہوتا ہے" سمرتیوں میں دھرم اور اسکی نوعیت کا ذکر بالاختصار حسب صدر کیا گیا ہے۔

دھرم کا نہدیہ اور کرم

(۲) "کرم" کا اصول جسکا اسکے قبل ذکر کیا گیا ہے قانون یعنی دھرم کا آخری نہدیہ تصور کیا جاتا ہے اور اسکی توضیح مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔ حسب بیان کولبروک میانسک والوں کا یہ قول ہے کہ:۔

" فعل ختم ہوجاتا ہے لیکن اوسکا نتیجہ فوراً ظہور میں نہیں آتا۔ اوس فعل کی خاصیت موجود رہتی ہے گو وہ نظر نہیں آتی۔ اس خاصیت میں یہ قوت ہوتی ہے کہ وہ آخری نتیجے کو گزشتہ اور زمانۂ ماقبل کے سبب سے ملاکر زمانۂ مابعد میں اور بعض صورتوں میں دوسرے عالم میں اپنا نسبتی نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اس نظریہ آپوالی خاصیت کو اپورو کہتے ہیں۔ وہ ایسا تعلق ہے جو فعل میں پہلے سے موجود نہیں ہوتا بلکہ دوسری قوت کے اثر سے اُس میں اضافہ کیا جاتا ہے۔" اس اصول کے لحاظ سے پروردگار عالم یا بادشاہ کی قوت کی دھرم کی تائید کیلئے ضرورت نہیں رہتی اور دھرم محض ویدوں یا سمرتیوں کے احکام پر مبنی ہے۔ اس فلسفہ کے اصول کا بانی گوتم بدھ ہو یا نہو لیکن یہ یقینی ہے کہ جب بدھ مذہب اس ملک میں

پہلا تو یہ اصول عام طور پر تسلیم کیا گیا اور موجودہ زمانہ میں ہندوؤں کی زندگی کے مسلّمہ اصولوں میں شامل ہے۔ ہندوستان میں بدھ مذہب کے زوال کے بعد بھی کرم کا اصول علماء تسلیم کرتے رہے اور سری شنکراچاریہ جی مہاراج کے جنھوں نے ہندو مذہب کو دوبارہ ہندوستان میں قائم کیا نمایاں کاموں میں سے ایک کام یہ تھا کہ انھوں نے منڈن مسر کو جو کرما بدینی فلسفیوں کا سرغنہ تھا شکست دی۔ اس زمانے میں بھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہندو عام طور پر کرم کے اصول کو تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ فرض کرنا صحیح نہیں ہے کہ وہ ہندو مذہب کا صحیح اصول ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہندو مذہب کی رو سے دھرم اور کرم کے نتائج پرمیشور کی مرضی پر منحصر ہیں گو عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ پرمیشور بھی کرم کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا۔

قوانین کی بناء

(۴) پلیٹو نے اپنے مکالمہ قوانین کے شروع میں لکھا ہے کہ اصلی اصول یہ ہے کہ قوانین وضع کرنے کی اصلی غایت یہ ہے کہ انسانوں کو نیک بنایا جائے۔ قوانین کی غایت کے متعلق پلیٹو اور ہندوؤں کے خیالات میں بہت مشابہت ہے لیکن ہندوؤں کے خیالات کی بناء زیادہ تر روحانی ہے اور وہ زیادہ مکمل اور معیّن ہیں اور وہ زیادہ صراحت سے بیان کئے گئے ہیں۔ موجودہ زمانے کے علم اصول قانون کے مکاتب جن کا آغاز بنتھم اور آسٹن سے ہوا ہے زیادہ اصولی تصور کئے جاتے ہیں۔ زمانۂ حال میں قانون اور اسکی غایت کے متعلق متعدد اصول ایسے ہیں جن سے دھرم شاستر کے مدوّن کرنے والے بھی ناآشنا تھے۔ لیکن رشیوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ قطعی سچائی دریافت کریں گو انکی دریافت کے نتائج اصولی نہیں ہوتے تھے۔ انکے خیالات کے موافق ایسا فعل نیک عمل میں داخل نہ تھا جس سے روحانی ترقی ہو

۱؎ جب کرائٹو نے سقراط کو محبس سے فرار ہوجانے کا مشورہ دیا تو انھوں نے جواب دیا کہ قوانین یہ کہینگے۔ "اے سقراط تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا اس کارروائی سے جو تم کر رہے ہو تمھارے سوائے اسکے اور کچھ غایت ہے کہ ہم کو اور کل شہر کو جہاں تک تمھارے امکان میں ہے تباہ کرو" ہندو رشی بھی دھرم کا ذکر اسی طرح کرتے ہیں۔

قانون بادشاہ یا پارلیمنٹ یا عام رعایا کی حکومت پر مبنی نہ تھا۔ اُنکا خیال یہ تھا کہ اخلاق۔ نیکی اور قانون ست کے خیال پر مبنی ہیں۔ صرف چند آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اُسکا اظہار کرتے اور اپنی زندگی میں اُسپر عمل کرتے ہیں۔ عوام مجبورًا اُنکی تقلید کرتے ہیں کیونکہ ست سب انسانوں کے دلوں میں ہے گو اکثر صورتوں میں وہ اُسکو پہچان نہیں سکتے لیکن وہ اُسکی قدر کرتے اور خوشی سے اُسکی تعمیل سب چیزوں سے مقدم سمجھتے ہیں۔ اسلیئے قانون محض چار ویدوں پر مبنی نہیں ہے بلکہ اُس اصلی وید پر مبنی ہے جو پروردگار عالم کی مرضی ہے جسکا اظہار اس عالم میں اور نیک انسانوں کی ضمیر میں ہوتا ہے۔

قانون کا آغاز

(۴) انسانوں سے جو قانون متعلق ہے اُسکی ابتداء رواج سے ہوئی ہے لیکن مہابھارت میں بھی بشمول محققین کے اقوال کے یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسا رواج تسلیم کیئے جانے کے قابل نہیں ہے جو بدی کی جانب رجوع ہو۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ دھرم کا آغاز اچھے رسم و رواج سے ہوا ہے اور پروردگار عالم دھرم کا مالک ہے۔ اس قول سے غالبًا یہ مراد ہے کہ پروردگار عالم انسانوں کے رسم و رواج اسطرح تبدیل کرتا رہتا ہے کہ وہ مکمل قانون الٰہی کی جانب رجوع ہوتے رہتے ہیں یعنی رسوم کو انسان نیک تصوّر کرتے ہیں اور اُسکے بعد قوانین اُن نیک رسوم کی بنا پر مدوّن کیئے جاتے ہیں۔ گو دھرم کے الہامی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن چونکہ رشیوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ نیک آدمیوں کے فیصلوں کو قانون کی وقعت حاصل ہوگی اسلیئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون کے زیادہ مکمل ہونے کی گنجائش تھی البتہ یہ شرط تھی کہ موجودہ قانون کو ترمیم کرنے کے لیئے صرف نیک آدمیوں کے عمل کو تسلیم کیا جا سکتا تھا۔ اس اصول کا عملی نتیجہ یہ ہوا کہ دھرم شاستر کے احکام کو صرف بڑے بڑے رشی ہی ترمیم کر سکتے تھے یا اُن میں اُس صورت میں ترمیم ہو جاتی تھی جب کوئی خاص عمل مثل نیوگ کے عام طور پر ناقابل پابندی تصور کیا جاتا تھا۔ ادت پران میں متعدد ایسے رسوم کا ذکر کیا گیا ہے جو ابتدائی زمانے میں جائز تصور کیئے جاتے تھے لیکن موجودہ زمانہ میں وہ جائز نہیں سمجھے جاتے

اور وقت گذرنے کے بعد انکے متعلق دھرم شاستر کے احکام تبدیل ہوگئے ہیں۔

بادشاہ اور قانون

(۵) ہندو دھرم بہت قدیم ہے اور اسمیں قرار دیا گیا ہے کہ قانون کی غایت انشری یعنی مکتی ہے اور رپو یعنی دنیوی خواہشات اسکے دشمن ہیں جو دھرم کے خلاف کام کراتی ہیں۔ اس زمانے کے خیالات کے موافق قانون کی غایت یہ ہے کہ سب سے زیادہ انسانوں کو دنیوی راحت حاصل ہو۔ مہابھارت میں بھی یہ درج ہے کہ دھرم کی غایت یہ ہے کہ کل مخلوق اچھی حالت میں رہیں۔ لیکن اصولاً ہندوؤں کے خیالات کے موافق قانون کی غایت مکتی ہے۔ دھرم شاستر کا منشا خود اسمیں مشتمل سمجھا گیا ہے۔ لیکن محض اصول سے سوسائٹی میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلیئے نارد کا قول ہے کہ "جب دھرم یعنی قانون کے اصول پر انسان عمل پیرا نہیں رہتے تو دو ہار یعنی وہ احکام جو انسانوں کی ہدایت کیلیئے وضع کیئے گئے ہیں نافذ ہوجاتے ہیں"۔ "بادشاہ جو قانون کی خلاف ورزی کی علت میں سزا دیتا ہے قانون کی تعمیل کرانے والا ہے"۔ اس معنی میں دھرم شاستر کے احکام موجودہ زمانے کے علم اصول قانون کے خیالات سے متفق ہیں کہ قانون کا نفاذ بادشاہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ علم اصول قانون کے مختلف مکاتب کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ قانون کی غایت اور اسکا ماخذ کیا ہے لیکن جب عملی نقطۂ نظر سے غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں سب متفق ہیں کہ بادشاہ جو قانون کی تعمیل کرتا ہے وہ اسکو تبدیل یا ترمیم کرسکتا ہے اور دراصل قانون ان احکام پر مشتمل ہے جو اسنے جاری کیئے ہوں۔ دھرم شاستر کے احکام کی رو سے بھی صرف بادشاہ قانون کی تعمیل کراتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ دھرم شاستر کے احکام کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ وہ الہام کی حیثیت رکھتے ہیں چونکہ وہ ویدوں اور سمرتیوں کے احکام پر مبنی ہیں اسلیئے بادشاہ انکو اپنی مرضی کے موافق تبدیل نہیں کرسکتا اور خود اسپر انکی تعمیل لازمی ہے لیکن عملی طور پر جیسا کہ اسکے قبل ظاہر کیا جاچکا ہے ہندو بادشاہوں نے اخلاق کے خیالات میں ترقی کی وجہ سے نیک انسانوں کے مشورے پر عمل کرکے

قانون کو حسب ضرورت تبدیل کیا ہے کیونکہ صرف نیک انسان ہی قانون کو تبدیل کر سکتے تھے۔ عملی قانون مشتمل ہے قانون کے احکام کے تعین پر اور اس امر پر کہ ان احکام کی خلاف ورزی کی سزا کا اختیار کن اشخاص کو حاصل ہوگا اور کونسی دنیوی قوت ان احکام کی تعمیل کرائے گی۔ سمرتیوں میں قانون کے احکام درج ہیں اور ان میں اس امر کی بھی صراحت ہے کہ عدالتیں کسطرح قائم ہونگی اور ان کا ضابطہ کارروائی کیا ہوگا۔ جو قوت کہ قانون کی تعمیل کراتی ہے اور اسکی خلاف ورزی کی صورت میں سزا دیتی ہے وہ ڈنڈ دھار بادشاہ ہے۔

اٹھارہ مضامین میں تقسیم۔

(۶) ہندو مقنن نے قدیم زمانے میں قانون کی تقسیم اٹھارہ مضامین میں کی اور منو سمرتی کے اٹھارہ مضامین کا ذکر قدیم کتابوں میں ملتا ہے۔ قانون کی تقسیم اٹھارہ حصص میں مسلمہ تسلیم کی جاتی تھی اور انگریزی طریقہ کارروائی کے رائج ہونے سے قبل وہ تقسیم عملی ضرورتوں کیلیے کافی تھی۔ منو نے انکی صراحت حسب ذیل کی ہے:-

(۱) قرضہ۔
(۲) ڈپازٹ یعنی روپیہ امانتاً جمع کرنا۔
(۳) بیع
(۴) شراکت
(۵) ہبہ
(۶) اجرت بہ شمول قانون متعلق آقا و ملازم۔
(۷) اقرار کی خلاف ورزی۔
(۸) بیع و خرید کے معاہدات کی خلاف ورزی۔
(۹) مالک اور مویشی رکھنے والا۔
(۱۰) نزاعات حدود۔
(۱۱) جسمانی مضرت۔
(۱۲) سخت کلامی۔
(۱۳) سرقہ و دغا۔

(۱۴) جرائم جن میں جبر استعمال کیا گیا ہو۔
(۱۵) مرد اور عورت کے تعلقات بشمول زنا و زنا بالجبر۔
(۱۶) تعلقات ازدواج۔
(۱۷) تقسیم اور وراثت بشمول قانون متعلق خاندان مشترکہ و استری دھن ونفقہ۔ اور
(۱۸) قمار بازی۔

زمانۂ مابعد کے مقنّنین نے مضمون نمبر (۹) کو ترک کر کے اسکے بجائے "متفرق" شامل کیا ہے جسمیں قانون متعلق غلامان و جرائم خلاف حکمران داخل کئے گئے ہیں۔ ان اٹھارہ حصص کی تقسیم (۱۳۲) ذیلی مضامین میں کیگئی تھی اور اسطرح ہر قسم کی قانونی ذمہ داری کا جو ہندو سوسائٹی میں پیش آسکتی تھی ذکر کیا گیا تھا اور انکی مستثنیات کا بھی ذکر کیا گیا تھا مثلاً نابالغی جسمانی ناقابلیت۔ فریب۔ جبر وغیرہ جنکی وجہ سے ذمہ داری ساقط ہوجاتی تھی۔ قانونی تصوّر جو جائداد کی ملکیت۔ جائز معاہدہ کے اجزاء۔ بیع یا ہبہ کی تہہ میں ہے اسکا ذکر ان ابواب میں کیا گیا ہے جو ان مضامین سے متعلق ہیں۔ سمرتیوں اور شروح میں دیوانی و فوجداری کارروائیوں۔ میعاد سماعت اور قدامت کی بناء پر حقوق حاصل کرنے کے متعلق بھی احکام درج کئے گئے ہیں۔

اخلاقی اور قانونی ذمہ داریاں۔

(۷) اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ دھرم شاستر میں اخلاقی اور قانونی فرائض میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دراصل موجودہ زمانہ میں بھی اکثر بڑے مقنّنین کا یہ خیال ہے کہ قانونی ذمہ داریاں اخلاقی فرائض پر مبنی ہیں۔ ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ اخلاقی فرائض قانونی فرائض سے زیادہ اہم ہیں۔ راجہ جرائم کی علّت میں جو سزا دیتا تھا اسکی نوعیت بھی پرائسچت کی تھی۔ پرائسچت کا قانون ڈنڈ یا ہرجہ کے قانون سے زیادہ اہم ہے۔ لیکن باوجود اسکے ہندو مقنّنین نے بہت ابتدائی زمانہ میں یعنی منو کے وقت میں بھی قانونی اور مذہبی فرائض میں فرق قائم کیا تھا۔ باپ کی مرضی کے خلاف اگر بیٹا جائداد کی تقسیم کرائے تو وہ اخلاق کے خلاف ہے اور اسکے لیے

پرداشت ضروری ہے لیکن قانوناً اسکی اجازت ہے۔ بزرگوں کے قرضے کی ادائی اخلاقی فرض ہے لیکن قانوناً وہ ذمہ داری صرف اس جائداد کی حد تک محدود ہے جو ترکہ میں پہنچی ہو۔ کالعدم اور ممکن الانفساخ ہبہ میں بالصراحت فرق قائم کیا گیا ہے۔ بیع اور دیگر معاہدات کی بھی صراحت کی گئی ہے جو اخلاق کے خلاف ہیں اور انکی دو حصوں میں تقسیم کیگئی ہے یعنی وہ جو قانوناً قابل نفاذ نہیں ہیں اور وہ جو قانوناً قابل نفاذ ہیں لیکن اخلاق کے خلاف ہیں۔

قدیم قانون کے بعض فاضل مصنفین نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اخلاقی فرائض قانونی فرائض کی بناء ہیں اور وہ قانونی فرائض کے قبل قائم کئے گئے تھے لیکن دھرم شاستر کے قدیم احکام سے اس رائے کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ دراصل قانونی اور اخلاقی فرائض کا فرق صرف اسوقت قائم ہوتا ہے جب ہم کسی ایسے مقصد کے حصول کیلئے کوشش کرتے ہیں جو معمولاً ناقابل حصول تصور کیا جاتا ہے قدیم سوسائٹیوں میں ایسے مقاصد کا تصور کم ہوتا ہے اور اسلئے اخلاقی فرائض بھی نہیں ہوتے ہیں۔ واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے کی وہ قانونی ذمہ داریاں جو ترقی یافتہ سوسائٹیوں کی حالت کے لحاظ سے ناقابل تعمیل ہو جاتی ہیں وہ زمانۂ مابعد کی کتابوں میں اخلاقی ذمہ داریوں کے دائرہ میں داخل کر دی جاتی ہیں اور اسطرح وہ عدالتوں کے توسط سے قابل تعمیل نہیں رہتی۔ اسکی اصلیت کچھ ہی کیوں نہو یہ امر مسلّمہ ہے کہ ہندو مقننین اس معاملے سے آگاہ تھے اور انھوں نے بہت ابتدائی زمانہ میں قانونی اور اخلاقی فرائض کے فرق کو دلیل پر مبنی کیا۔ مثلاً باپ کے قرضے کی ادائی صرف اس صورت میں قانونی ذمہ داری تھی جب کہ قرضہ ایسے اخلاق کے خلاف کام کیلئے نہ لیا گیا ہو جسکی سمرتیوں میں صراحت کیگئی تھی اور جب موروثی جائداد ہو جو بیٹے کو وراثتاً پہنچی ہو۔ ہندو مقننین نے دماغ سے کام لیا ہے اور ایسے امور کم ہیں جنکی صراحت نہ کیگئی ہو۔ موجودہ زمانہ میں دقتیں لاعلمی کیوجہ سے پیش آئی ہیں۔ جائداد غیر منقولہ پر کفالت کے قانون کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہندو مقننین نے کم سمجھا ہے لیکن اسکی یہ وجہ ہے کہ قدیم قانون کی

رو سے اراضی ناقابل انتقال تھی کیونکہ اوس زمانہ میں خاندان مشترکہ کا طریقہ رائج تھا۔ قدیم شارحین نے موجودہ زمانہ کے اکثر قانونی تصورات کی بطور کافی صراحت کی ہے۔ میری یہ بحث ہرگز نہیں ہے کہ دھرم شاستر کے احکام موجودہ زمانہ کے قوانین کی طرح مرتب کئے گئے ہیں۔ اون احکام کے ناکمل ہونے کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن وہ ناکمل اسوجہ سے تھے کہ اوس زمانہ میں زندگی۔ اخلاق اور خاندان کا تصور مہمل تھا نہ اسوجہ سے کہ ہندو مقننین قانونی تصورات سے آگاہ نہ تھے۔

چونکہ دھرم شاستر کے احکام کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ الہامی ہیں اسلئے اونکے قانونی اصول پر فلسفیانہ بحث کا کوئی موقع نہ تھا۔ جس زمانہ میں ہندوؤں میں علم کا چرچا زیادہ تھا اوس زمانہ میں اون اصول پر کافی بحث ہوچکی ہے اور بحث کے بعد اون احکام کی شکل کا تعین ہوچکا ہے۔ لیکن یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ زمانہ مابعد میں قانونی اصول بالکل نظر انداز کردیئے گئے تھے۔ شرح کے حواشی سے واضح ہوتا ہے کہ قانونی اصول کے متعلق زوردار بحث زمانہ حال تک ہوتی رہی ہے۔

دھرم شاستر کے ماخذ۔

(۸) دھرم شاستر کے ماخذ جیسا کہ اسکے قبل ذکر کیا جاچکا ہے حسب ذیل ہیں

۱ - شرتی یعنی پروردگار عالم کے احکام۔

۲ - سمرتی

۳ - نیک آدمیوں کا عمل۔

۴ - وہ امر جسکو انسان کی آتما قبول کرے۔

جن امور کے متعلق سمرتیوں میں کوئی حکم نہ ہو اون امور کے متعلق پرانوں میں جو حکم ہو وہ بھی قابل تعمیل ہے۔ آریہ ورت کا رواج بھی قابل پابندی ہے کیونکہ وہ دھرم کے موافق تصور کیا جاتا ہے۔

راجہ کا یہ فرض ہے کہ اون خاص رواجات کی بھی تعمیل کرائے جو کسی صوبہ۔ ضلع۔ ذات یا جماعت میں رائج ہو یا جسے اہل حرفہ۔ تاجر یا کاشتکار قابل پابندی سمجھتے ہوں۔ بعض مقننین اور شارحین مثل شنکھ یا لکھت کی یہ رائے ہے کہ اگر رواج شرتی کے خلاف ہو تو وہ قابل پابندی نہیں ہے۔

قانون کا تعین نیک انسانوں کے عمل کے لحاظ سے کیا جانا چاہیئے۔ نیک انسانوں سے وہ اشخاص مراد ہیں جو "نفرت اور محبت سے مبرا ہوں"۔ اون انسانوں کی رائے جو فاضل اور نیک ہوں بکار ہے اور ایسی رائے کا صرف اِس حد تک لحاظ رکھا جا سکتا ہے کہ اوس فعل کو نہ کیا جائے جسکو عامۂ خلائق ناپسند کرے۔

قانون جو شرتی یعنی ویدوں اور سمرتیوں میں درج ہے وہ سب ہندوؤں پر بلا شبہ قابل پابندی ہے۔ سمرتیوں سے شرتی کے وہ احکام مراد ہیں جنہیں رشیوں نے اپنے حافظہ سے نقل کئے ہیں۔ اون میں جو احکام درج ہیں وہ ویدوں کے احکام تصور کیئے جاتے ہیں۔ سمرتیوں میں منو سمرتی باوقعت ہے کیونکہ "اوس میں وید کا عطر موجود ہے"۔ جملہ سمرتیوں میں جو قانون درج ہے وہ ایک ہی روایت پر مبنی ہے جسکو ابتداءً غالباً منو کا قانون کہا جاتا تھا۔ رگ وید میں بھی یہ لکھا ہے کہ منو کے قدیم قانون پر عمل کیا جانا چاہیئے۔ دھرم شاستر کے احکام کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اونکی بنا زمانہ حال میں قائم ہوئی اور اونکا ویدوں سے تطابق کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ لیکن ویدوں کے معائنہ سے واضح ہوتا ہے کہ وراثت۔ تقسیم اور ازدواج کے متعدد قواعد ویدوں کے زمانے میں طے ہو چکے تھے۔ جو سمرتیاں کہ آجکل دستیاب ہوسکتی ہیں وہ بلا شبہ زمانہ حال میں مدون ہوئی ہیں لیکن وہ قدیم کتب پر مبنی ہیں۔ سمرتیوں میں اسقدر تطابق ہے کہ یہ خیال لازمی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اون سب کا ماخذ ایک ہی تھا۔ مختلف سمرتیوں میں جو اختلاف بعض امور کے متعلق ہے اسکی توضیح بہت آسانی سے کیجا سکتی ہے اگر اون امور کے تاریخی حالات پر نظر ڈالی جائے۔ میں اسکے قبل بیان کر چکا ہوں کہ منو جملہ سمرتیوں کا ماخذ ہے۔ لیکن اوس بیان کو چند شرائط کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ بعض قانونی احکام ایسے ہیں جو سمرتیوں میں منو کو نہیں بلکہ دوسرے مقننین کو منسوب کیئے جاتے ہیں۔ مثلاً سود کا قاعدہ وسشٹ کا قانون بیان کیا جاتا ہے۔ رواج کا قاعدہ گوتم کو منسوب کیا جاتا ہے۔ ناقابل تقسیم اشیا

کا قاعدہ وسِشٹ کو منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ قاعدہ کہ عورتوں کو خاندان کی جائداد میں حصّہ دیا جائیگا جبکہ اون کو نفقہ نہ دیا جائے لکھت کا قانون کہا جاتا ہے۔ نیوگ کی ممانعت اوپا ستمبہ کو منسوب کی جاتی ہے۔ یہ قاعدہ کہ جب ازدواج اَسُور طریقہ پر ہوا ہو تو عورت کا استری دھن اوسکے باپ کو پہونچیگا یم نے قرار دیا ہے۔ اسلیئے یہ اغلب معلوم ہوتا ہے کہ روایتی قانون جو منو کو منسوب کیا جاتا ہے وہ دھرم شاستر کی بنا ہے لیکن متذکرہ صدر مقننین نے بہت قدیم زمانہ میں اوس قانون میں اپنے خاص اصول ضم کیئے اور زمانۂ مابعد میں وہ اصول اوس کتاب میں شامل کر لیئے گئے جو آجکل منوسمرتی کے نام سے موسوم ہے۔

شارحین اور دھرم شاستر کے مختلف مکاتب

(۹) بودھاین اور وسِشٹ کی سمرتیوں میں اون رواجات کے جواز کے متعلق بحث کیگئی ہے جو جنوبی ہند یا شمالی ہند یا شرقی ہند یا وسطِ ہند میں رائج ہیں اور جو رشیوں کے اصلی قانون کے منافی ہیں۔ لیکن دھرم شاستر کے مختلف مکاتب کے وجود کیطرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ہے لیکن شروح میں بعض رواجات کا ذکر ہے جو اصل احکام کی مختلف تعبیریں ہیں۔ مثلاً کلپترا میں شمالی ہند کے لوگوں کی رائے کا ذکر ہے جسکے لحاظ سے پروان شرادھ کی انجام دہی کے بعد ایکودشٹ شرادھ انجام دینے کی ضرورت ہے پندرھویں صدی کے قریب سایَن نے ست پد برہمن کی شرح میں ممنوعہ مدارج ازدواج کے متعلق لکھا ہے کہ "ازدواج تیسرے یا چوتھے درجہ میں ہوسکتا ہے"۔ تیسرے درجہ میں ازدواج کا رواج دکھن میں ہے اور چوتھے درجہ میں رواج سورٹ کے لوگوں میں ہے۔ زمانۂ مابعد کی شروح میں بعض احکام کی تعبیر کے ضمن میں گور۔ متھلا۔ دکن اور مہاراشٹرا کی آراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ مختلف صوبجات میں مختلف مکاتب یا یونیورسٹیاں تھیں لیکن اون سب میں سمرتیوں کی تعلیم ہوتی تھی گو سمرتیوں کی عبارت یا اونکی تعبیر کے متعلق بعض اوقات اختلاف ہوتا تھا۔ اگر کسی مکتب میں

سمرتیوں کی عبارت یا تعبیر کے متعلق کوئی غلطی ہوتی تھی تو غلطی ثابت ہونے پر اوس کمتب میں اوسکی اصلاح ہو جاتی تھی۔

شروح دو قسم کی تھیں یعنی سمرتیوں کے اصلی احکام کی شروح اور ڈائجسٹ جن میں اصلی احکام مع شرح کے سلسلہ وار درج کیے جاتے تھے۔ اس فرق کا بالعموم لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ مثلاً متاکشرا یاگیولک سمرتی کی شرح ہے اور اوس حیثیت سے اوسکو صرف بنارس میں ہی نہیں بلکہ بنگال میں بھی مستند سمجھا جاتا ہے۔ پرسرا مادھو پرسرا سمرتی کی شرح ہے اور جب اوس سمرتی کی تعبیر کا مسئلہ پیش ہو تو کوئی بنگال کا پنڈت اوس سے اختلاف کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ دوسری قسم کی شروح یعنی ڈائجسٹ یا نبندھ کی صورت میں جیسی کہ دائے بھاگ۔ میوکھ یا سمرتی چندریکا ہیں اونکے مصنفین تقریباً اونھیں اصلی احکام پر استدلال کرتے ہیں لیکن اپنے علم اور قابلیت کے اظہار کے طور پر اکثر مختلف رائے ظاہر کرتے ہیں اور بعض صورتوں میں دوسرے شارحین کے متعلق سخت الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ وہ اوس تعبیر کے لحاظ سے جو وہ مناسب خیال کرتے ہیں اپنے نتائج اخذ کرتے ہیں اور اپنی رائے کی تائید میں بعض صورتوں میں میمانسا کے قواعد پر بھی استدلال کرتے ہیں۔ شارحین نے اپنی کتابوں کو ڈائجسٹ یا نبندھ کے مماثل بنا لیا ہے۔ شرح اور ڈائجسٹ یا نبندھ میں بہت فرق ہے لیکن ہندو مقننین دونوں کو آجکل شروح کہتے ہیں۔

شارحین کی تعبیر جو دلیل پر مبنی کی گئی ہے اکثر فرضی ہوتی ہے اور جب وہ اصلی احکام کے متناقض ہو تو وہ قطعاً ناقابل استدلال ہے۔ لیکن پریوی کونسل نے بمقدمہ کلکٹر مدورا بنام متھو رام لنگا ستھپتی (مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۷) قرار دیا ہے کہ "گو ایسی تعبیر غلط ہو لیکن جب شارحین کسی صوبہ میں مستند سمجھے جاتے ہوں تو اون کی شروح کے مندرجہ احکام رواج کی بنا پر قابل تعمیل ہونگے" شارحین اپنے احکام اس بنا پر قابل تعمیل قرار دینے سے خود انکار کرتے۔ وگیانیشور اور بھیوت واہن

کو بہت حیرت ہوتی اگر اونسے یہ کہا جاتا کہ قانونی احکام کے متعلق اون کی تعبیر (مثلاً اس مسئلہ کے متعلق کہ آیا بیٹے کی وراثت میں پہلے باپ کا درجہ ہے یا ماں کا) اس وجہ سے قابل پابندی ہے کہ اوسکی تائید رواج سے ہوئی ہے اور رواج اسطرح دھرم شاستر کے اصلی احکام کو تبدیل کر سکتا ہے۔ ہندو سمرتیوں کے تابع ہیں نہ کہ شرح کے اور سمرتیوں کی غلط تعبیر محض اس وجہ سے قابل پابندی نہیں ہوسکتی ہے کہ اوس تعبیر کے موافق ایک عرصہ تک عمل ہوتا رہا ہے۔ سمرتیوں کے احکام کے لحاظ سے بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ صحیح قانون قائم کرے جب اوسکو یہ معلوم ہو کہ قانون کی تعبیر غلط ہوگئی ہے۔ در اصل شروح کی اصلی غایت یہی ہے اور یہی ہو سکتی ہے کہ وہ سمرتیوں کے اصلی احکام کی صحیح تعبیر کریں نہ یہ کہ رواج کے لحاظ سے اصلی احکام کو تبدیل کریں اور یہ سمجھنا دشوار ہے کہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ کسی شرح کی تعبیر غلط ہے تو وہ غلط تعبیر صحیح تعبیر کے مقابلہ میں کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ بمقدمہ بھیا رام سنگھ بنام بھیا اوگر سنگھ (۱۸۹۶ء مورز انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۰) جوڈیشل کمیٹی نے لکھا ہے کہ:۔ "دھرم شاستر کے احکام جن اصول پر مبنی ہیں وہ اصول خود اون احکام میں موجود ہیں۔ ڈائجسٹ میں ایک سے زیادہ موقعوں پر اصلی احکام کو رواج یا مسلمہ عملدرآمد کے لحاظ سے تبدیل کیا گیا ہے۔ دھرم شاستر کے احکام میں بیرونی ذریعہ سے کوئی امر داخل نہ کیا جانا چاہیئے اور نہ عدالتوں کو اصلی احکام کی تعبیر منشا یہ اصول متعلق کرکے کرنی چاہیئے"۔ جوڈیشل کمیٹی نے ۱۸۹۹ء میں (انڈین اپیل جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۱) لکھا ہے کہ:۔ "سمرتیوں میں جو احکام درج ہیں وہ بلاشبہ مستند ہیں لیکن اونکی تعبیر کے متعلق اختلاف ہے اور اوسکے متعلق نزاع رہی ہے اور اب بھی ہے۔ ایسی نزاع کا تصفیہ دلیل کے معمولی قواعد کے لحاظ سے کیا جانا چاہیئے"۔

جوڈیشل کمیٹی نے (انڈین اپیل جلد ۲۶ صفحہ ۱۶۵) قرار دیا ہے کہ:۔ "جب کوئی شخص کوئی قانونی حکم بیان کرے تو اوسپر یہ ثابت کرنے کی

ذمہ داری نہ ہونی چاہیئے کہ جو سوسائٹی اوس قانون کے تابع ہے وہ اوسکے موافق عمل کرتی ہے اور نہ ایسے شخص کو یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ اوس حکم کے موافق عام طور پر عمل نہیں ہوتا ہے۔ ایسا کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ دھرم شاستر کے وجود سے انکار کیا جائے۔ اور اون عام اصولوں سے قطع نظر کیا جائے جو جملہ مکاتب میں مشترک ہیں گو اون میں اونکی تعبیر کے متعلق اختلاف ہوگیا ہے۔" اصلیت یہ ہے جیسا کہ حکام پریوی کونسل نے اوس مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ سب ہندوؤں کے متعلق دھرم شاستر کے احکام مشترک ہیں لیکن "خاص رواج بطور استثناء جو ابدی ہیں پیش کیا جا سکتا ہے۔" لیکن اس کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ بحالت موجودہ فیصلہ جات کا یہ اثر ہے کہ یہ کہنا دشوار ہے کہ دھرم شاستر کے کوئی عام احکام ہیں جو جملہ ہندوؤں سے متعلق ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ اب یہ کہنے کا وقت نہیں رہا کہ رشیوں کے اقوال متحد ہیں لیکن شارحین میں لاعلمی کی وجہ سے اختلاف ہوگیا نہ کہ اس وجہ سے کہ اون کو اون رواجات کی تائید کرنی ضروری تھی جو اونکے زمانہ میں رائج تھے علم کی ترقی سے یہ ممکن تھا کہ رشیوں کے اقوال کی پیچیدگیاں اور ظاہری اختلافات رفع ہو جاتے اور جو اونکا اصلی منشاء تھا وہ دھرم شاستر کے احکام قرار دیئے جاتے لیکن انگریزی عدالتوں نے اس خیال سے کہ قانون کی حکومت پائیدار ہو شارحین کو رشیوں کے مقابلہ میں زیادہ وقعت دیدی ہے حالانکہ شارحین خود اوسکے دعویدار نہ تھے۔ ڈاکٹر برنل نے جو اعلیٰ درجہ کے سنسکرت دان اور منتقن ہیں اپنے ورد راج کے ترجمہ میں حسب ذیل صحیح خیالات ظاہر کیئے ہیں:—

"ایک اور اصول جو انگریزی مقننین نے قائم کیا ہے وہ دھرم شاستر کے مختلف مکاتب کا اصول ہے۔ یہ غیر ضروری اور اصلی احکام اور ڈائجسٹ کے مغائر ہے۔" اکثر ہندو مقننین کو ڈاکٹر برنل سے اتفاق ہوگا لیکن بحالت موجودہ حکام پریوی کونسل کے قول کے موافق "وہ کتابیں جو مسلمانوں کے عہد حکومت میں لکھی گئی تھیں اور جنکو مقننین یا ججوں نے نہیں لکھا وہ اون کتابوں سے زیادہ باوقعت ہوگئی ہیں جنکو ہندو زمانہ کے مقننین اور بڑے

ججوں نے لکھا تھا "محض یہ امر کہ کسی کتاب کا انگریزی ترجمہ گزشتہ صدی کے آغاز میں ہوگیا اوسکو باوقعت قرار دینے کے لیئے کافی تھا جیسا کہ ونک چندریکا کی صورت میں ہوا حالانکہ یہ مسلمہ ہے کہ وہ اصلی کتاب نہیں ہے۔

چونکہ دوادچنتامنی کا ترجمہ وواد رتناکر کے قبل ہوگیا اسلیئے اوّل الذکر کتاب ثانی الذکر کے مقابلہ میں مرجح ہوگئی۔ اسیطرح محض اس وجہ سے کہ سمرتی چندریکا کا ترجمہ ہوگیا تھا وہ پرسرامادھو کے مقابلہ میں مرجح ہوگئی۔ لیکن تاریخ سے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو راجاؤں کے زمانہ میں وواد رتناکر متھلا میں اور پرسرامادھو جنوبی ہند میں مستند سمجھی جاتی تھیں۔ ہندو راجاؤں کے زمانہ میں پہلے تو وہ سمرتی جسپر متھلا کا قانون بڑی حد تک مبنی ہے کل بنگال میں نافذ تھی۔ لیکن چونکہ وہ کتاب بنگال میں دستیاب نہیں ہوسکتی تھی اسلیئے دائے بھاگ کو جو نسبتاً زمانہ حال کی کتاب ہے اور جسکے مصنف کا بہت کم حال معلوم ہے رگھونندن نے تسلیم کرلیا جو بنگال کے سمرتی کے پنڈتوں میں اعلیٰ درجہ رکھتا تھا اور وہ کتاب بنگال کا مستند قانون ہوگئی۔

انڈین اپیل جلد ۲۶ صفحہ ۱۲۲ پر پریوی کونسل نے جو خیالات ونک چندریکا اور ونک میانسا کے متعلق ظاہر کیئے ہیں وہ ظاہرا اون کل شروح سے متعلق ہیں جو اس زمانے میں مستند سمجھی جاتی ہیں۔ جو ڈیشل کمیٹی نے لکھا ہے کہ "وہ ہندو مقننین کل ہندوستان میں ان دونوں کتابوں کو باوقعت سمجھتے تھے اور چونکہ اونکا انگریزی ترجمہ بھی بہت ابتدائی زمانہ میں ہوگیا تھا اسلیئے انگریزی حکومت میں وہ اور بھی زیادہ باوقعت ہوگئیں۔ ہم جسٹس ناکس کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرسکتے کہ ان کتابوں پر بھی اوسی طرح غور کیا جاسکتا ہے یا توضیح کیجاسکتی ہے یا نکتہ چینی کیجاسکتی ہے اور اوسکے بعد اسکا تصفیہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ قبول کیجائیں یا اونکے قبول کرنے سے انکار کیا جائے جسطرح یورپ کے رواجات کے متعلق ہو جو دو زمانہ کی کتابوں کے متعلق کیا جاسکتا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے مسلمہ قانون اور طے شدہ انتظام معرض بحث میں آجائیگا۔ لیکن جہانتک اس مسئلہ کا تعلق ہے کہ اون کی شرح

اس صورت میں احتیاط سے قبول کیا جانی چاہیے جب کہ وہ سمرتیوں سے مختلف ہو یا اون میں اضافہ کرتی ہو ہم فاضل جج سے اتفاق کرنے کیلئے آمادہ ہیں۔" سمرتیوں اور شروح میں جو باہمی تعلق ہے اوسکی اس قول سے توضیح ہو گئی ہے کلکتہ ہائیکورٹ نے مقدمہ پورن چند بنام گوپال (کلکتہ لا جرنل جلد ۳ صفحہ ۲۶۹) قرار دیا ہے کہ واضح ہو کہ قطع نظر اس امر کے مستند نہیں سمجھی جا سکتی کہ جو اصول اون میں قرار دیا گیا ہے وہ اون کی صحیح توضیح کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے یا نہیں اور آیا وہ بطور رواج کے قبول کیا گیا ہے۔"

مدراس ہائیکورٹ نے بھی قرار دیا ہے کہ شروح مثلاً سمرتی چندریکا سمرتیوں کے اصلی احکام کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔

کروتور گوپالم بنام ایوے - انڈین کیسز جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۶ -

آیادو بنام نیلا واچی مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۵ -

گودھی ملیلا بنام وینکٹ راجو - انڈین کیسز جلد ۱۶ صفحہ ۹۲۱ و مدراس لا جرنل جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۳ -

سری بالسو بنام گنگا دھر لنگا سوامی - انڈین اپیل جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۱ -

بنالال بنام ریواتی - الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۵۹ - بحالت موجودہ ہندو مقننین کا یہ جواب پورا نہیں ہو سکتا کہ سب ہندوؤں کے متعلق ایک ہی قانون ہونا چاہیئے لیکن ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے قوانین میں دھرم شاستر کے احکام کا صحیح علم ہونے کیوجہ سے زمانہ حال میں یکسانیت ہو رہی ہے - اگر ججوں اور وکلا کو میں دھرم شاستر کے احکام سے واقفیت زیادہ ہو جاویگی تو مختلف مکاتب میں جو اختلاف ہے وہ آہستہ آہستہ رفع ہو جائیگا۔

متعلقہ مقامات شمالی و سمت مغربی

(۱۰) جیسا کہ اسکے قبل ذکر کیا جا چکا ہے عدالتوں نے فیصلہ جات میں یہ طے کر دیا ہے کہ بنارس - شمالی ہند - ملک مہاراشٹر شمالی کنارا اور ستارا کی ضلع متاکشرا کے تابع ہیں - اور گجرات - جزیرہ بمبئی - شمالی کانکان میوکھ کے تابع ہیں۔

پونہ ۔ احمد نگر اور خاندیس میں جو کہ متاکشرا کے مساوی وقعت رکھتی ہے
لیکن اوسکو متاکشرا کے احکام پر ترجیح نہیں ہے ۔ ملک مہاراشٹرا میں دواوتنید و
بھی مستند سمجھی جاتی ہے ۔ برار میں متاکشرا رائج ہے جسطرح کہ اوسکی تعبیر جو کہ
کے ذریعے سے مثلاً بمبئی میں ہوئی ہے ۔ سندھ میں بھی وہی قانون نافذ ہے
جو بمبئی میں ہے ۔ مدراس میں سمرتی چندریکا رائج ہے ۔ اوڑیسہ میں سرسوتی ولاسا
رائج ہے اور وواد چینتامنی متھلا یعنی اوس ملک میں جو کوسی اور گنڈک
کے درمیان واقع ہے رائج ہے ۔

اپارک جو جنوبی ہند میں لکھی گئی تھی کشمیر میں مستند سمجھی جاتی ہے لیکن
معمولی قاعدہ کے موافق وہ کانکان اور صوبۂ مدراس کے جنوبی حصہ میں تسلیم
کی جانی چاہیئے تھی جہاں اوسکا مصنف آپارادتیا حکمران تھا ۔

متاکشرا میں قانون کی جو تعبیر کیگئی ہے اوسکو سوائے بنگال کے باقی جملہ
شارحین نے تسلیم کیا ہے اور وہ مذکورہ صدر صوبہ جات میں مستند تسلیم
کی جاتی ہے ۔

بنگال میں دائے بھاگ کو متاکشرا پر ترجیح دی گئی ہے ۔ دائے تتو
اور دائے کرم سنگرہ بھی مستند قرار دی گئی ہیں لیکن جن امور میں کہ وہ
دائے بھاگ سے مختلف ہیں اون امور میں دائے بھاگ کو ترجیح حاصل ہے
تبنیت کے متعلق یہ قرار دیا گیا ہے کہ دتک چندریکا بنگال اور صوبۂ مدراس
میں مستند ہے اور دتک میمانسا مولفہ نند پنڈت متھلا اور بنارس میں
مستند ہے ۔ دتک میمانسا مولفہ ودیا رنیہ کے متعلق یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ
جنوبی ہند میں مستند ہے ۔

مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۷ ۔
مورز انڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۹۷ ۔
انڈین اپیل جلد ۲۶ صفحہ ۱۹۱ ۔

صوبۂ بمبئی میں دتک میمانسا مولفہ نند پنڈت میوکھ اور سنسکار کوستبھ
مستند ہیں لیکن بمبئی اور مغربی ہند میں دتک میمانسا کی رائے ایسی مستند نہیں

اون میں اسوقت عمل کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ ودھار سیوکھ یا دھرم سندھو اور نرنے سندھو
سے مختلف ہو" انڈین اپیل جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ ۔

متھلا میں دتک میمانسا مستند ہے لیکن وواد چنتامنی کو اسپر ترجیح ہے
اور متھلا میں رواجات بھی ہیں جنکو عدالتیں تسلیم کرتی ہیں اور جنکا دتک میمانسا
میں ذکر نہیں ہے ۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کوئی کتاب کسی مکتب میں
مستند سمجھی جاتی ہو تو آیا وہ دوسرے مکاتب میں وقعت رکھ سکتی ہے ۔ اصولاً
دھرم شاستر کے احکام دریافت کرنے کیلئے جملہ شروح قابل لحاظ ہیں ۔
لیکن عدالتوں نے اپنے فیصلہ جات میں بعض کتابوں کو بعض صوبہ جات
میں زیادہ باوقعت قرار دیا ہے ۔ اسکا یہ نتیجہ نہیں ہوسکتا کہ دوسری کتابیں
کچھ وقعت نہیں رکھتی ہیں ۔ یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب کسی امر کے متعلق
دائے بھاگ ساکت ہو تو متاکشرا یا ویرمترودے مستند سمجھی جائیگی ۔ (کلکتہ جلد
۳۵ صفحہ ۱۰۷ ۔ کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ ۔ انڈین اپیل جلد ۷
صفحہ ۱۱۵) ۔

ویرمترودے کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ "وہ اون امور کے متعلق
باوقعت سمجھی جائیگی جو متاکشرا میں مشتبہ ہوں اور وہ بنارس مکتب کے احکام
متصور ہونگے" ۔ (مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۸) ۔ یہ کہا جاتا ہے
کہ بعض امور جو قدیم مقننین نے جائز قرار دئے تھے رواج کی بنا پر ناجائز
ہوگئے ہیں ۔ یہ غلطی عام طور پر پھیلی ہوئی ہے ۔ اون امور کو مابعد کے
رشیون نے ممنوع قرار دیا آدت پران اور برہن ناردیہ پران میں
یہ لکھا ہے کہ وہ امور اسوجہ سے ناجائز ہیں کہ اونکو نیک آدمیوں نے
ممنوع قرار دیا ہے ۔ عوام میں جو برے رواجات رائج ہوگئے ہیں
اونکی وجہ سے وہ امور ممنوع نہیں ہوئے ہیں بلکہ نیک آدمیوں کے
فیصلہ کی وجہ سے ممنوع ہوئے ہیں ۔ قانون نیک آدمیوں کے فیصلہ
پر مبنی ہے اور جسطرح انسان ترقی کرتا ہے اور نیک آدمی زیادہ عقلمند
اور بہتر ہوتے جاتے ہیں اوسیطرح قانون بھی بہتر ہوتا جاتا ہے ۔

دھرم شاستر کے احکام ناقابل تغیر تھے۔ لیکن موجودہ حالت میں دھرم شاستر کے احکام میں ترقی ہونا ممکن نہیں رہا ہے کیونکہ فیاض گورنمنٹ نے صحیح طور پر دھرم شاستر کے احکام میں عدم مداخلت کا اصول قرار دیا ہے جیسا کہ یاگنیولک کا قول ہے کہ حکمران کو مفتوحہ ممالک میں کرنا چاہیئے۔

باب دوم

دھرم شاستر میں وراثت کے اصول

جائداد میں خاندان کا حق

(۱۱) ہندو مقننین ”دائے بھاگ“ سے ”پدری جائداد کی تقسیم“ مراد لیتے ہیں اور انہیں وراثت کا جو معمولی مفہوم ہے وہ داخل نہیں ہے۔ جائداد خاندان کی ملک سمجھی جاتی تھی اور سوال پیدا ہوتا تھا کہ متوفی رکن کے حصہ سے کون شخص مستفید ہوگا۔ اگر ناظرین اس بات کو ذہن نشین رکھینگے تو وہ اون اصول کو آسانی سے سمجھ سکینگے جو متعاقب بیان کیے گئے ہیں۔

وراثت میں خون کا تعلق

(۱۲) دھرم شاستر میں وراثت خون کے تعلق پر مبنی ہے۔ باپ بیٹے کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ بیٹی بیٹے کی بنیادی ہے۔ یہ خیال ویدوں میں با صراحت بیان کیا گیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے بیٹے یا بیٹی کی شکل میں خود زندہ ہے تو اوس کی جائداد سوائے اوسکے کون لے سکتا ہے؟ انسان کا اپنے بچوں کی شکل میں پیدا ہونا اور اوسکے جسم کے مادی اجزا کا یکساں ہونا چوتھی پشت یعنی پرپوتے تک جاری رہتا ہے۔ پرپوتے تک جسم ایک ہی رہتا ہے اوسکے بعد جسم میں فرق ہو جاتا ہے۔ قدیم رشتوں کا وراثت کا اصول اس مادی یکسانیت کے خیال پر مبنی تھا۔

بیٹی کی حیثیت

(۱۳) لیکن بیٹی کے متعلق جملہ آریہ قوموں میں یہ اصول تھا کہ شادی سے وہ اپنے باپ کا گوتر ترک کر دیتی تھی اور عملی طور پر اپنے شوہر کے گوتر میں داخل ہو جاتی تھی اور اسطرح وہ اپنے خسر کی بیٹی ہو جاتی تھی۔ باپ کو اوسپر کوئی حق باقی نہیں رہتا تھا جسطرح کہ شادی کے قبل اوسکو بیٹے اور بیٹی دونوں پر حاصل تھا۔

جب تک پر پوتے تک کوئی اولاد از قسم ذکور موجود ہو بیٹی وارث نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ جملہ آریہ قوموں میں اولاد ذکور کو اناث پر ترجیح حاصل ہے۔ ہندوستان کی آریہ قوموں میں رگ وید کے زمانے سے جب کسی شخص کے بیٹا نہیں ہوتا تھا تو وہ اپنی بیٹی کو پتریکا بنا سکتا تھا۔ پتریکا بنانے کا یہ اثر ہوتا تھا کہ وہ اپنے باپ کے گوتر میں مثل بیٹے کے رہتی تھی اور اسکو وہی حقوق حاصل ہوتے تھے جو بیٹے کو ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے یاگیولک اور دوسرے مقننین نے ایسی لڑکی سے ازدواج کی ممانعت کی ہے جسکے بھائی نہ ہو۔ ایسی بیٹی اپنے باپ کے پاس مثل بیٹے کے رہتی تھی اور چونکہ اوسکا اور اوس کے باپ کا جسم یکساں تھا اسلیئے وہ وارث ہوتی تھی۔ اسیطرح اوسکا بیٹا بھی مثل بیٹے کے بیٹے کے وارث ہوتا تھا اور اوسی اصول پر اوسکا پوتا بھی غالبًا بیٹے کے پوتے کیطرح وارث ہوتا تھا۔

بیٹوں کی وراثت

(۱۴) بجز اسکے کہ بیٹا کمسنی میں فوت ہوجائے سب بیٹے وراثت میں مساوی حصہ پاتے ہیں۔ رگ وید اور منوسمرتی میں یہی اصول قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کے قبل فوت ہوجائے تو اوسکا بیٹا وہی حصہ پاتا ہے جو اوسکے باپ کو زندہ رہنے کی صورت میں ملتا کیونکہ وہ اپنے باپ کے مساوی ہے۔ اسی لحاظ سے یہ اصول قرار دیا گیا ہے کہ پوتوں اور پر پوتوں کو بالاصول حصہ ملیگا۔

بیٹی کے بیٹے کی وراثت

(۱۵) اسی اصول کے لحاظ سے بیٹی کے بیٹوں کو بھی بالاصول حصہ ملنا چاہیئے کیونکہ جس شخص کے بیٹا نہ ہو اوسکے لیئے اونکی وہی حیثیت ہے جو بیٹے کے بیٹوں کی ہوتی ہے۔ جب بیٹا نہ ہو تو پوتے۔ پر پوتے اور متوفی بیٹے کی ایسی بیٹی جسکے بھائی نہ ہو وارث ہونے چاہئیں کیونکہ ایسی بیٹی مثل بیٹی کے اپنے باپ کے گوتر میں رہیگی اور وہ اپنے شوہر کے گوتر میں منتقل نہ ہوگی۔ موجودہ زمانے کے شارحین نے متوفی بیٹے کی بیٹی اور اوسکے بیٹے اور پوتے اور نیز بیٹی کے پوتے کو محروم کرکے قانون کو سخت اور قدرت کے

خلاف کر دیا ہے۔ اِس قاعدہ کی سختی اور بھی زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے جب
یہ لحاظ رکھا جائے کہ قدیم زمانے کے ہندوؤں میں وصیت کرنے کا رواج
نہ تھا اور نہ جائداد غیر منقولہ سوائے مذہبی اغراض کے بذریعہ ہبہ منتقل کیجا سکتی
تھی۔ یہ امر قابل اطمینان ہے کہ دھرم شاستر کے اصلی احکام قدرت کے
موافق تھے اور وہ مصنوعی۔ قدرت کے خلاف اور سخت نہ تھے جیسا کہ
ظاہر کیا جاتا ہے یا جیسا کہ اس زمانے میں عدالتوں میں اونکی تعبیر کیگئی ہے۔

روحانی فائدہ

(۱۶) سمرتیوں میں روحانی فائدہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ وارث جائداد
کا مالک اسوجہ سے نہیں ہوتا تھا کہ وہ متوفی کیلیے پنڈدان
کرتا تھا۔ برخلاف اسکے قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص جائداد
پائے اُسکا فرض ہے کہ پنڈدان کرے۔ منو (باب ۹ فقرہ (۱۳۶)) کے
متعلق یہ خیال کیا گیا ہے کہ اوسکا یہ مفہوم ہے کہ وراثت کا حق اوس فائدہ پر
مبنی ہے جو پنڈدان کرنے سے متوفی کو پہنچتا ہے۔ لیکن اگر اون الفاظ پر
نحوائے کلام کے لحاظ سے غور کیا جائے تو صاف یہ معنی معلوم ہوتے ہیں
کہ بیٹی کا بیٹا جو قدرت کے قاعدہ کے لحاظ سے وارث قرار دیا جا چکا ہے
وہ جائداد پاتا ہے اور پنڈدان کرتا ہے۔ منو اور دیگر رشیون کے اقوال
پر غور کرنے کے بعد اسمیں شبہ نہیں رہتا کہ روحانی فائدہ کا اصول جو بنگال
کے پنڈتوں نے قائم کیا ہے اوس سے قدیم زمانے کے رشی قطعاً ناواقف
تھے۔ سمرتیوں میں جب فائدہ کا ذکر ہے وہ صرف یہ ہے کہ بیٹا باپ کو دوزخ
سے نجات دلاتا ہے۔ ویدوں میں حکم ہے کہ برہمن جب پیدا ہوتا ہے تو
اُسپر تین قسم کا قرضہ ہوتا ہے۔ اُسپر دیوتاؤں کا یہ قرضہ ہوتا ہے کہ وہ یگ
کرے۔ بزرگوں یعنی پتریوں کا یہ قرضہ ہوتا ہے کہ بیٹا پیدا کرے۔ اور رشیون
کا یہ قرضہ ہوتا ہے کہ وید پڑھے۔ بیٹا پیدا ہوتے ہی اُسپر پتریوں یعنی بزرگوں
کا جو قرضہ تھا وہ بیباق ہو جاتا ہے۔ یہی فائدہ ہے جو بیٹا باپ کو پہنچاتا ہے۔
اپنشد کے زمانے میں جب کوئی ہندو قریب المرگ ہوتا تھا تو وہ اپنے بیٹے
کو اپنے پاس بلاکر اوس سے یہ وعدہ لیتا تھا کہ وہ متذکرہ صدر تینوں اقسام کے

فرضہ جات کو بیباق کریگا۔ موجودہ زمانے کے برہمن حتّٰی کہ پنڈت لوگ بھی قدیم زمانے کے معیار زندگی سے ناواقف ہو گئے ہیں۔ منجملہ تین قسم کے قرضہ جات کے دو قسم کے قرضہ جات یعنی یگ کرنا اور ویدوں کا پڑھنا اکثر سب نے ترک کر دیا ہے اور دراصل جن کاموں کے انجام دینے سے قدیم زمانے کے ہندوؤں نے اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا انکو اس زمانے میں سب نے فراموش کر دیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ قدیم زمانے کے آریہ سرادھ کرنا ایک لازمی فرض سمجھتے تھے اور بیٹے کو وارث قرار دینے کی وہ بھی ایک وجہ تھی۔ لیکن قدیم زمانے کے مقننین نے وراثت کا قاعدہ وارث کی سرادھ انجام دینے کی مسئلہ ذمہ داری پر مبنی نہیں کیا تھا۔ بنگال کے پنڈتوں کا یہ خیال تھا کہ باپ کے قرضہ کے ادا کرنے کا صرف سرادھ انجام دینا ہی ایک ذریعہ ہے اور انھوں نے وراثت کا قانون اس خیال پر ہی مبنی کیا۔ انھوں نے یہ یاد نہ رکھا کہ منو نے یہ قرار دیا ہے کہ بڑے بیٹے کے پیدا ہوتے ہی انسان اپنے قرضہ جات سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اگر بنگال کے مقننین کی رائے صحیح ہے تو چھوٹے بیٹے بالکل وارث نہیں ہو سکتے ہیں اور جب بیٹا موجود ہو تو متوفی کے بیٹے کا بیٹا وارث نہیں ہو سکتا۔

قطع نظر اسکے جب بزرگوں یعنی پتریوں کا قرضہ صرف بیٹا پیدا ہونے سے بیباق ہو سکتا ہے تو سوائے اولاد از قسم ذکور کے کوئی دوسرا وارث وہ فائدہ نہیں پہونچا سکتا جسکا اصلی احکام میں ذکر ہے۔ ورہسپتی کا قول ہے کہ جب کسی شخص کے اولاد اور بھائی نہوں تو سپنڈ یا شاگرد کو جو ترکہ لے نہ صرف پنڈدان بلکہ سپنڈکارن یعنی بزرگوں سے ملانے کی رسم بھی انجام دینی چاہیئے۔ اونکا یہ بھی قول ہے کہ اگر کسی شخص کے خاندان میں کوئی وارث نہ ہو تو جو شخص پنڈدان کرے یا شاگرد یا گرو کو ترکہ لینا چاہیئے۔

وراثت اور سرادھ کا قدیم قاعدہ

(۱۷) قدیم سمرتیوں میں وراثت خون کے تعلق پر مبنی تھی اور اسمیں بڑی حد تک وراثت کے قواعد طے کر دیئے گئے تھے۔ پریوی کونسل نے وراثت کے قانون کو حسب ذیل الفاظ میں

ظاہر کیا ہے :-
ممکن ہے کہ وراثت کے قواعد ایک حد تک مذہبی رسوم پر مبنی ہوں یا ان رسوم کے لحاظ سے اس زمانے میں اونکی توضیح کیا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ وراثت کے قواعد صدیوں قبل طے ہو چکے تھے" (مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۴۰۵) لیکن یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ سرادھ کے قواعد کا وراثت کے قواعد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وگیانیشور اور دوسرے قدیم شارحین نے وراثت کے قواعد خون کے تعلق پر مبنی کئے ہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ ابتدا میں سرادھ انجام دینے کے قواعد بالکل وہی تھے جو جائداد کی وراثت کے تھے۔ ان دونوں قسم کے قواعد میں وقت گذرنے سے تبدیلیاں ہوئیں۔ اغلب یہ ہے کہ شروع میں سرادھ کا قاعدہ وراثت کے اس قاعدہ کی تبدیلی کیوجہ سے تبدیل ہوا جسکی رو سے بیوہ۔ بیٹی اور بیٹی کی اولاد کو بعید سپنڈوں کے مقابلے میں مرجح حق وراثت دیا گیا تھا۔ لیکن اسکے بعد سرادھ انجام دینے کی شدید ضرورت کو پورا کرنے کیلئے بیوہ اور متعدد دیگر اشخاص جو ورثا کے دائرہ میں داخل نہ تھے سرادھ انجام دینے کے قابل قرار دیئے گئے۔ اسکی وجہ سے وراثت اور سرادھ کے قواعد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ وراثت کے قواعد سمرتیوں میں طے ہو چکے تھے اسلئے شارحین کو یہ موقع نہ تھا کہ وہ اونکو کوئی جدید اصول داخل کر کے تبدیل کرتے خواہ ایسا اصول منطق کے موافق کیوں نہ ہوتا۔ جب سمرتیاں ساکت ہوں صرف اوس صورت میں وراثت کے اصول پر غور کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں خون کا تعلق اور روحانی فائدہ دونوں قابل لحاظ ہو جاتے ہیں۔ جیموت واہن نے خون کے تعلق کو قطعاً نظر انداز کر کے کوشش کی ہے کہ وراثت روحانی فائدہ کے اصول پر مبنی ہے۔ لیکن اونکے سب سے بڑے پیرو رگھونندن نے سرادھ کے باب میں صحیح اصول بیان کیا ہے کہ اندھے وغیرہ سرادھ انجام دینے کے ناقابل ہیں کیونکہ وہ محروم الارث ہیں۔ وگیانیشور اور اسکے پیرو روحانی فائدہ کے

اصول کا ذکر بھی نہیں کرتے ہیں۔ لیکن بنارس مکتب کے زمانۂ حال کے شارحین مثل مسٹر میین کے روحانی فائدہ کو متعلق کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب روحانی فائدہ کا اصول خون کے تعلق سے متضاد نہ ہو تو وراثت کے قاعدہ کا تعین کرنے کیلئے اوسپر غور کیا جا سکتا ہے۔ (مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۲۴۳)۔ ورسپچی کا قول ہے کہ پہلے سکولیہ وارث ہوتے ہیں اور اونکے بعد وہ اشخاص جو پنڈدان کرتے ہیں۔ اسکے معنی صاف ہیں یعنی یہ کہ اولاد اور خاندان کے ارکان اپنے حق کی بنا پر وارث ہوتے ہیں۔ بعید رشتہ داران اوس ترتیب سے وارث ہوتے ہیں جس ترتیب سے کہ وہ پنڈ دان کر سکتے ہیں اور پنڈدان کرنے کا حق خون کے تعلق سے معین ہوتا ہے۔

سمرتیوں کے احکام سے واضح ہوتا ہے اور پریوی کونسل اور ہائیکورٹوں کے فیصلہ جات میں اب یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ روحانی فائدہ کا اصول وراثت کے اوس قاعدہ کو تبدیل نہیں کر سکتا ہے جو سمرتیوں میں خون کے تعلق کے لحاظ سے قائم کیا گیا ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ بنگال میں دایابھاگ نے جسے رگھونندن نے تسلیم کیا جسکو پیچیدہ مباحثہ سے خاص دلچسپی تھی بنگال کے قدیم قاعدہ کو جو پہلے بودھ کے نبندھنوں میں درج تھا تبدیل کر دیا ہے اور اسطرح دھرم شاستر کے اصلی احکام جو سمرتیوں میں درج تھے تبدیل ہو گئے ہیں۔

انگریزی ججوں نے بنگال کے پنڈتوں پر اعتماد کیا کیونکہ وہ ابتدائی زمانہ میں سوائے منو اور یاگیولکیہ کے دھرم شاستر کی اور کتابوں سے واقف نہ تھے اور اونھوں نے اون ووستھاؤں پر عمل کیا جو اوس زمانے کے پنڈتوں نے ظاہر کی تھیں اور اسطرح وہی بنگال کا مستقل قانون ہو گیا ہے۔

روحانی فائدہ کا اصول بنگال مکتب میں

(۱۸) اسطرح بنگال مکتب میں روحانی فائدہ کا اصول وراثت کا تعین کرنے کیلئے قطعی اور قابل پابندی ہو گیا ہے لیکن استری دھن کے مقدمہ میں کلکتہ ہائیکورٹ نے (کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۵۲۰) حسب ذیل رائے ظاہر

کی ہے۔

بنگال مکتب میں وراثت کا اصلی اصول یہ ہے کہ جہاں تک قریب کے رشتہ داروں کا تعلق ہے وراثت حقوق کے تعلق پر منحصر ہے لیکن بعید رشتہ داروں کی صورت میں روحانی فائدہ کا اصول متعلق ہوتا ہے۔ زمانہ حال کے مقدمات میں کلکتہ ہائیکورٹ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ بنگال مکتب میں روحانی فائدہ کا اصول ہمیشہ مدنظر نہیں رکھا گیا ہے اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اوس مکتب کی رو سے بھی وراثت حقوق کے تعلق پر مبنی ہے اور سوائے اون صورتوں کے جنکے لیے جیموت واہن نے صراحت کی ہے بقیہ صورتوں میں بنارس مکتب کے قدیم اصول پر عمل ہوگا۔ ججوں نے یہ بھی صحیح طور پر قرار دیا ہے کہ متعدد امور میں کثیر الارشتہ داران اناث۔ ناکتخدا بیٹی۔ استری دھن اور دوبارہ شراکت کی صورت میں داے بھاگ کی رو سے بھی روحانی فائدہ کا اصول قطعاً متعلق نہیں ہوسکتا۔

قدیم زمانے میں دھرم شاستر کے احکام انصاف اور ایکوئٹی کے لحاظ سے تبدیل ہوتے رہتے تھے اور اگر اوسی خیال سے وہ موجودہ زمانہ میں بھی تبدیل کیے جائیں تو کوئی امر قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ دراصل عدالتوں کے فیصلہ جات سے کوئی بددلی نہ ہوتی اگر قدیم قواعد کے بجائے موجودہ زمانے کے ترقی یافتہ خیالات کے لحاظ سے فیصلہ جات کیے جاتے لیکن بدقسمتی سے بنگال میں بعید پدری اور مادری رشتہ داروں کے بیٹے وارث قرار دیے گئے ہیں اور بیوہ بیٹی جسکے بیٹا نہ ہو اور بیٹے کی بیٹی محروم کی گئی ہے اور اناث رشتہ داروں کی اولاد کو سوائے بیٹی کے بیٹے کے بعید رشتہ داروں کے بعد درجہ دیا گیا ہے۔ دراصل جملہ صوبہ جات میں قدیم رشیوں کے احکام سے جو اختلاف کیا گیا ہے وہ ترقی یافتہ خیالات پر مبنی نہیں ہے بلکہ بعض موجودہ زمانے کے شارحین کی سختی کیساتھ تشریح کا نتیجہ ہے۔ اب ہم اون اصول کا اعادہ کرتے ہیں جو اس باب کے شروع میں درج کیا گیا ہے یعنی یہ کہ جائداد خاندان کی ملک ہے

اور خاندان کے باہر نہیں جا سکتی۔ ہندو مقننین نے صرف اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ حصص کی تقسیم کس طرح ہونی چاہیئے۔ ارکان خاندان میں قریب کے رشتہ دار کو بعید رشتہ دار پر ترجیح دی گئی ہے۔ جب سب ارکان خاندان ختم ہو جائیں (ورہاٹ منو کے قول کے موافق خاندان کے ارکان صرف چودہ پشت تک کے رشتہ دار ہو سکتے ہیں) تو جائداد دوسرے گوتر کے اشخاص کو پہنچتی ہے اور ان میں قریب کے رشتہ دار کو بعید رشتہ دار پر ترجیح دیجاتی ہے۔ ہندوؤں میں ایسے شخص کی بیٹی جسکے بیٹا نہ ہو اور نیز بیٹی کا بیٹا اور ایسے متوفی بیٹے کی بیٹی جسکے بھائی نہ ہو خاندان میں شامل سمجھی جاتی تھیں۔ رشیوں کے قول کے موافق وراثت کا قانون صرف یہی تھا۔

باب سوم

خاندان مشترکہ

قدیم زمانے میں آریہ خاندان کی ترکیب

(۱۹) علم دوست آدمیوں کیلیئے ابتدائی آریہ قوموں کے خاندان وغیرہ کی ترکیب سے زیادہ دلچسپ مضمون کوئی نہیں ہے۔ مقننین کیلئے بھی ابتدائی آریہ قوموں کے خاندان کی ترکیب اور اونکے رواجات کا مضمون ضروری ہے بالخصوص اس وجہ سے کہ مشہور شارحین اور موجودہ زمانے کے محققین میں اونکی تفسیر کے متعلق اختلاف ہے۔

ڈاکٹر شریڈر نے اپنی کتاب موسومہ "پری ہسٹورک انٹیکوٹیز آف دی آرین پیپلس" میں جسمیں زمانہ حال کی تحقیقات کے نتائج درج ہیں لکھا ہے کہ:—

"انڈو یوروپین خاندان روما کے خاندان کے بہت مشابہ تھا یعنی وہ عورتوں۔ بچوں اور غلاموں پر مشتمل تھا اور وہ سب بزرگ خاندان کے تابع ہوتے تھے۔ بزرگ خاندان اپنی بیوی کسی عورت کو گرفتار کرنے سے یا اوسکو خریدنے سے بناتا تھا۔ انڈو یوروپین خاندان میں صرف وہ اشخاص شریک ہوتے تھے جن سے خون کا تعلق ہوتا تھا اور بزرگ خاندان اپنی بیوی اور بچوں پر غیر محدود اختیارات رکھتا تھا۔" اونھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ انڈو یوروپین قوم میں ابتداءً ایک بزرگ خاندان کی اولاد اسیطرح رہتی تھی جسطرح جنوبی اسلیو قوموں میں سوسائٹی خاندانوں پر مشتمل تھی اور جنکا ذکر اونھوں نے اسطرح کیا ہے:—

"ایسے خاندان میں کہ اس کے بیان کے موافق ساٹھ یا ستر ارکان ہوتے تھے جو ایک ہی بزرگ خاندان کی دوسری یا تیسری پشت کے

صرف مردوں کے سلسلے میں ہوتے تھے۔ وہ سب بزرگ خاندان کے تابع ہوتے تھے جسکی بڑی عزت کیجاتی تھی لیکن وہ روما کے بزرگ خاندان کیطرح خاندان کی کل جائداد کا مالک نہیں ہوتا تھا۔ خاندان کی جائداد خاندان کے جملہ ارکان ازقسم ذکور کی جائداد ہوتی تھی" "جملہ ارکان خاندان ایک ہی گھر میں رہتے تھے لیکن اصلی گھر یعنی آگ رکھنے کی جگہ صرف بزرگ خاندان اور اوسکے گھر کے لوگوں کے قبضہ میں رہتی تھی۔ اوسکے چاروں طرف دوسرے ارکان خاندان کے رہنے کے کمرے ہوتے تھے۔ بزرگ خاندان کی بیوی سب ارکان خاندان کے کھانے کا ایک ہی جگہ انتظام کرتی تھی۔ مرد پہلے کھاتے تھے اور اونکے بعد جو کھانا بچ جاتا تھا وہ عورتیں استعمال کرتی تھیں"

"یہ امر کہ ابتدائی انڈو یورپین قوموں میں خاندان کا اس قسم کا انتظام تھا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوسی قسم کا انتظام ابتدائی یونانی اور رومن قوموں میں بھی ملتا ہے۔ ڈوینس میں اس ابتدائی حالت کا بہت صراحت کے ساتھ پتہ ملتا ہے۔ اسپارٹا میں بھی جائداد ناقابل تقسیم تھی۔ اور یہ انتظام جدید نہیں تھا بلکہ قدیم انتظام کا بقایا تھا۔ بھائی مشترک جائداد غیر منقولہ پرایک ساتھ رہنے پر مجبور تھے۔ خاندان کا بزرگ حقیقی مالک تھا اور جونیر ارکان خواہ اونکا ازدواج ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مشترکہ جائداد کے حصہ دار کی حیثیت رکھتے تھے۔

بزرگ خاندان کے فوت ہونے پر اوسکے جملہ حقوق بڑے بیٹے کو حاصل ہوجاتے تھے اور بالخصوص خاندان کی عورتیں۔ ماں اور بہنیں اوسکی ولایت میں آجاتی تھیں۔ انڈو جرمنی طریقہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

ماں کا حق مرجح تھا یا باپ کا۔

(۲۰) اس مسئلہ کے متعلق اختلاف رائے رہا ہے کہ آیا قدیم زمانے میں آریہ خاندانوں کا مرکز ماں ہوتی تھی یا باپ۔ ایک مشہور جرمن مصنف نے زمانۂ حال کی تحقیقات کا نتیجہ حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔

"اس امر کے متعلق مطلق شبہ نہیں ہوسکتا کہ گو آریہ قوموں میں ماں کا حق

تسلیم کیا گیا تھا لیکن اوسکے بہت عرصہ قبل جب آریہ قوم سے انڈو یورو پین قوم علیحدہ ہوئی باپ کے حق کو ماں کے حق کے مقابلہ میں ترجیح دی جاتی تھی فسٹل ڈی کولین نے لکھا ہے کہ آریہ قومیں ماں اور اوسکے رشتہ داروں سے کوئی رشتہ تسلیم نہیں کرتی تھیں۔ ہمیں یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ جب آریہ قومیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئیں اوسوقت انکو ماں کے حق کا خیال نہیں تھا۔ اوسکے بعد باپ کا حق والدین کے حق میں تبدیل ہو گیا اور اسطرح ماں کے حق اور باپ کے حق میں مصالحت ہو گئی۔ جہانتک کہ خاندان کی اندرونی حالت کا حال معلوم ہوا ہے حسب ذیل مدارج تھے۔ ماں کا حق۔ باپ کا حق۔ والدین کا حق۔"

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گو بعض رشیوں کے قول کے موافق ماں بیٹے کی ولایت میں قرار دی گئی ہے لیکن سنکھ لکھت اور نارد کے قول کے موافق جب تک وہ زندہ رہتی ہے وہ گھر کی مالک ہے اور بیٹا اوسکے تابع ہیں اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں والدین کے حقوق کس طرح ترقی پاسکے۔

(۲۱) جائداد کے خیال کے متعلق مذکورہ صدر فاضل مصنف کی یہ رائے ہے کہ "اراضی میں کسی خاص شخص کی ملکیت کا خیال آریہ قوم میں مطلق نہیں تھا۔ وہ صرف خاندان کی مشترک جائداد سے واقف تھے۔

قدیم زمانے میں جائداد کے متعلق خیال

اسکے قبل جو انڈو یورو پین خاندان کا حال درج کیا جا چکا ہے اوس سے ناظرین ہندوؤں کے قانون اور رواجات کو بہ آسانی سمجھ سکینگے جن پر اب غور شروع ہوتا ہے۔

(۲۲) قدیم زمانے میں ہندو خاندان کی معمولی حالت اشتراک کی تھی۔ ابتدائی خیال یہ تھا کہ جائداد اور بالخصوص غیر منقولہ جائداد خاندان کی ملک ہے اور وہ خاندان کی پرورش کیلئے مقصود ہے۔ خاندان کا کوئی رکن اوسکو اپنی مرضی کے موافق منتقل نہیں کرسکتا تھا بجز اسکے کہ وہ خاندانی یا مذہبی اغراض کیلئے منتقل کیا جائے۔

قدیم ہندو خاندان

ابتدائی آریہ قوموں کا یہی قانون تھا۔ رشیوں نے یہ قانون قرار دیا تھا کہ جائداد غیر منقولہ اسوقت تک منتقل نہیں کیجا سکتی جب تک خاندان کے جملہ ارکان خواہ وہ منقسم ہوں خواہ غیر منقسم رضامند نہ ہو جائیں۔ تقسیم استفادہ کی غرض سے کیجاتی تھی نہ کہ منتقل کرنے کی غرض سے۔ متقدمین کا یہ خیال مقدم تھا لیکن پوجاریوں نے اوسکے بجائے یہ خیال قائم کیا کہ دولت بھوگ کرنے کیلئے ہے۔ منو نے برہمنوں کیلئے جو اعلیٰ معیار زندگی قائم کیا تھا وہ یہ تھا کہ اونکو دولت جمع نہ کرنی چاہیئے بجز اوسقدر دولت کے جو ضروریات زندگی کیلئے کافی ہو۔

منو نے برہمنوں کو چار اقسام میں تقسیم کیا تھا یعنی وہ جو اناج کا ذخیرہ جمع کریں۔ وہ جو ایک گھڑا اناج جمع کریں۔ وہ جو تین دن کی خوراک جمع کریں۔ وہ جو کل کیلئے کچھ نہ رکھیں۔ ان میں سے آخری قسم کا برہمن سب سے بہتر قرار دیا گیا تھا۔ اور وہ اپنی نیکی سے کل عالم کو فتح کر لیتا ہے۔ پوجاریوں نے اس اعلیٰ معیار کو توڑ دیا اور یہ قرار دیا کہ دولت بھوگ کیلئے ہے اور بھوگ کیلئے خاندان کی جائداد بھی منتقل کیجا سکتی ہے اور قدیم خیال کہ کل جائداد اور خصوصاً جائداد غیر منقولہ کل ارکان خاندان کی خواہ وہ منقسم ہوں خواہ غیر منقسم ملک ہے وقت گذرنے پر ناقابل عمل ہو گیا۔

ہندوؤں کا قدیم قانون اشتراک کے متعلق

(۴۳) ہندوؤں کا ابتدائی قانون یہ تھا کہ ایک ہی خاندان کے ارکان تین پشت تک مشترک تصور کیے جانے چاہئیں اور اوسکے بعد وہ منقسم تصور کیے جانے چاہئیں۔ سپنڈ سے "ایک ہی جسم کا" مراد ہے اور غالباً اوسکا یہ بھی مفہوم تھا کہ "جو کھانے میں مشترک ہوں" اور سرادھ کی رسم میں جو مرنے کے بعد انجام دیجاتی ہے بزرگ تین پشت تک اور اولاد تین پشت تک پنڈ میں مشترک کیے جاتے ہیں جسطرح کہ وہ زندگی میں کھانے میں مشترک تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد شخصی جائداد کا خیال عام ہو گیا اور تقسیم پسندیدہ قرار دیگئی اور ہمیں یہ حکم ملتا ہے کہ باپ کے فوت ہونے کے بعد بھائیوں کو جائداد تقسیم کر لینی چاہیئے کیونکہ جب وہ علیحدہ رہینگے تو علیحدہ یگیہ کرینگے

اور اسلیئے اونکو مذہبی فائدہ زیادہ ہوگا ۔ باوجود اس خیال کے تین پشت تک کے ارکان میں تقسیم بہت کم ہوتی تھی ۔

قدیم مقننین کا یہ خیال تھا کہ جب تک باپ زندہ ہے بیٹوں کو جائداد میں کوئی حق نہیں ہے ۔ باپ کے مرنے کے بعد ماں مالک ہوتی تھی اور بیٹے خودمختار نہیں ہوتے تھے خواہ وہ بوڑھے ہی کیوں نہ ہوگئے ہوں والدین کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا بزرگ خاندان اور خاندان کی جائداد کا تنہا مالک ہوتا تھا ۔ دوسرے ارکان اوسکے ماتحت ہوتے تھے اور اونکے افعال کا جائداد پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا ۔

حق کلانیت اور منتظم خاندان ۔

(۴۲) یورپ کی آریہ قوموں میں اراضی کے متعلق جو حق کلانیت کا حق ہے وہ غالبًا خاندان مشترکہ کے خیال سے پیدا ہوا ہے ۔ آریہ قوموں میں ابتداءً ہر گھر کی نوعیت سلطنت کی تھی اور راج کے متعلق قانون کلانیت کی ابتدا بھی اسی خیال سے ہوئی کہ حکومت منقسم نہیں ہوسکتی ۔ ہندوں کا قدیم قانون یہ تھا کہ جو شئے ناقابل تقسیم ہو وہ بڑے بیٹے کی نگرانی میں رہنی چاہیئے ۔ راج اور مذہبی اوقاف سے بھی یہی قاعدہ متعلق تھا ۔ منتظم خاندان کا یہ فرض تھا کہ وہ خاندان کی پرورش کرے اور بلا امتیاز اس امر کے کہ بیٹیاں اوسکی ہیں یا دیگر ارکان خاندان کی اونکے ازدواج کے اخراجات ادا کرے اور اونکے لیئے جہیز مہیا کرے ۔ اوس کا یہ فرض تھا کہ وہ نابالغ ارکان کے حصص اور اونکے منافع کی حفاظت کرے ۔ ناقابل اور ضعیف ارکان اور اونکے بچوں کی پرورش کرے ۔ ایسے ارکان کی پرورش بھی اوسپر لازمی تھی جو برے عادات میں مبتلا ہو بجز اسکے کہ ایسے ارکان پتت یعنی ناپاک ہوگئے ہوں اور بجز اون بچوں کے جو ایسی ناپاکی کی حالت میں پیدا ہوئے ہوں ۔ وہ سوامی یا پربھو کہلاتا تھا کیونکہ اوسپر خاندان کی جائداد کی حفاظت کی اور خاندان کے فرائض یعنی یگیہ اور دیگر رسوم انجام دینے کی ذمہ داری تھی اور وہ دیگر

آدمیوں کے ساتھ دنیوی معاملات کرتے ہیں خاندان کا قائم مقام تھا۔ ہر رکن خاندان کو مساوی طور پر جائداد کی آمدنی سے استفادہ کا حق حاصل تھا۔ منتظم خاندان اپنی محنت کا اپنے ذاتی فائدہ کے لئے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا تھا۔ وہ جائداد کے منافع سے اپنے لئے کوئی علیحدہ جائداد جمع نہیں کرسکتا تھا۔ اوسکا یہ فرض تھا کہ خاندان کی حفاظت کرے اور ارکان خاندان کی پرورش کرے اور اونکی راحت کا موجب ہو۔ اونکی حیثیت باپ کی ہوتی تھی یا بڑے بھائی کی اور جونیر ارکان کا یہ فرض تھا کہ اوس کی عزت اور اوسکے حکم کی تعمیل کریں۔ اگر وہ اسطرح عمل کرتا تھا کہ دوسرے ارکان اوسکی عزت یا اوسکے حکم کی تعمیل نہ کرسکیں تو خاندان شکست ہوجاتا تھا۔ ارکان مشترکہ کا کھانا ایک جگہ ہوتا تھا اور اونکی آگ اور پوجا مشترکہ ہوتی تھی اور منتظم خاندان کل خاندان کیلئے یگ کرتا تھا۔ جو ارکان علیحدہ ہوجاتے تھے اونکی آگ بھی علیحدہ ہوجاتی تھی اور وہ پانچوں وقت کا یگ علیحدہ کرتے تھے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ کھانا سب ارکان کا ایک ساتھ ہو اور وہ علیحدہ ہوجائیں اور وہ مشترکہ ہوں اور کھانے کا انتظام علیحدہ کرلیں۔ یہ قدیم زمانے کا قانون تھا۔ مقننین میں خاندان مشترکہ کا خیال وہی تھا جو اسکے قبل بیان کیا جاچکا ہے لیکن عملی طور پر حالت بہت مختلف تھی۔ قانون وراثت کی یہ تعریف کیگئی ہے کہ وہ باپ کے انتقال کے بعد بھائیوں کی نزاعات کا تصفیہ کرتا ہے۔ بھائیوں میں تقسیم کا اوسطرح رواج تھا جسطرح بالاشتراک رہنے کا۔ بھائیوں کو اوسوقت مشترک کہا جاتا تھا جب وہ مذہبی فرائض کی انجام دہی۔ کھانے۔ مکان۔ مویشی۔ کھیت۔ ملازمان لین دین اور آمدنی اور خرچ میں مشترک ہوتے تھے۔ خاندان مشترکہ کے ارکان ایک دوسرے کے مقابلہ میں شہادت نہیں دیسکتے تھے اور نہ ایک رکن دوسرے رکن کا ضامن ہوسکتا تھا اور نہ ایک دوسرے سے کوئی جائداد لے سکتے یا دیسکتے تھے۔ خاندان کے ارکان اوسوقت علیحدہ کئے جاتے ہیں جب وہ متذکرۂ صدر امور میں ایک دوسرے سے علیحدہ عمل کریں۔ جب وہ اپنی آمدنی۔ خرچ اور رہن علیحدہ رکھیں اور ایک دوسرے سے لین دین کریں یا علیحدہ تجارت کریں گواون میں کسی

تقسیم نامہ کی تکمیل نہ ہوئی ہو۔

پسماندگی کا قاعدہ

(۲۵) سمرتیوں میں یہ خیال نہیں ملتا ہے کہ جب تک جائداد کی واقعی تقسیم نہ ہوئی ہو خاندان مشترک تصور کیا جانا چاہئے اور ایک رکن کے فوت ہونے پر اوسکا حق بقیہ ارکان خاندان کو پسماندگی کے قاعدہ سے پہونچتا ہے۔ دراصل پسماندگی کا اصول وجنیشور کیطرح کے شارحین نے قائم کیا ہے جنھوں نے اوس اصول کو وسعت دی ہے جو وگیانیشور نے بیوگان اور بیٹیوں کی وراثت کے متعلق متضاد قواعد کو یکساں کرنے کیلئے قائم کیا تھا۔ اونکا قول ہے کہ بیوگان کی وراثت کا قاعدہ صرف اوسوقت متعلق ہوتا ہے جب کوئی شخص اپنی علیحدہ جائداد چھوڑے۔ لیکن جب وہ خاندان مشترکہ کا رکن ہوتا ہے اوسکے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اوس جائداد کا کونسا حصہ اوسکا ہے اور اوسکے فوت ہونے پر وہ جائداد خاندان میں رہتی ہے۔ یہ خیال کہ جائداد خاندان کی ہے ویدوں کی طرح بلکہ اون سے بھی زیادہ قدیم ہے۔ لیکن پسماندگی کا قاعدہ جو اِس غرض سے قائم کیا گیا ہے کہ سمرتیوں کے متضاد احکام کی توضیح ہوسکے وہ قانون کی تعریف سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔

عورتوں کے حقوق وراثت

(۲۶) ہمیں سمرتیوں میں اسکا پتہ نہیں ملتا ہے کہ مشترکہ جائداد کی وراثت کا ایک قاعدہ اور علیحدہ جائداد کی وراثت کا دوسرا قاعدہ ہوگا۔ البتہ اوس صورت کے متعلق حکم درج ہے جب بھائیوں نے علیحدگی کے بعد اشتراک کی حالت قائم کی ہو۔ ہمیں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ جس شخص کے بیٹا نہیں ہوتا تھا اوسکی بیٹی مثل بیٹے کے جائداد پاتی تھی کیونکہ وہ اپنے باپ کے گوتر کی سمجھی جاتی تھی۔ ہمیں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ بیوہ کو اپنے شوہر کے غیر منقسم حصہ کے استفادہ کا حق کسطرح دیا گیا۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوچکا ہے کہ یاگنیولک اور وشنو نے قانون وراثت کو کسطرح اور کیوں تبدیل کیا۔ ان مقننین کا یہ خیال نہ تھا کہ وراثت کے دو مختلف قسم کے قواعد ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اونکی قانون تبدیل کرنے کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ بیوہ اور بیٹی کو زیادہ حقوق حاصل نہ ہوئے بلکہ اونکے حقوق قطعاً ساقط ہوگئے۔

اونکا مجوزہ قاعدہ عام پسند نہ تھا اور وگیانیشور کے قبل جو شارحین گزرے ہیں اونھوں نے اوسکو نظر انداز کردیا تھا۔ وگیانیشور اور اونکے پیرووں نے اوسکو خاندان کے ارکان منقسمہ سے متعلق کیا۔ ہندو خاندانوں کی معمولی حالت اشتراک کی ہوتی اور تقسیم کم ہوتی تھی۔ بیوہ اور بیٹی صرف اوس صورت میں وارث ہوسکتی تھی جب بھائیوں میں تقسیم ہوگئی ہو اور ایسی صورت بہت کم وقوع میں آتی تھی۔ جیموت واہن اس بارے میں شکریہ کے مستحق ہیں کہ اونھوں نے اپنی تیزی طبع سے شمالی و مغربی ہند کے شارحین کے غلط قانون کو بنگال کیلئے ترمیم کردیا۔ دراصل جیموت واہن نے یاگنیولک اور وشنو کے قانون کو ایسی تدبیر سے قائم کیا کہ وہ اون مقننین کو بہت عجیب و غریب معلوم ہوتی۔ جہاں وہ ناکام رہے تھے جیموت واہن کامیاب ہوگیا لیکن یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وہ محض اس وجہ سے کامیاب ہوئے کہ انگریزی ججوں نے اونکے قانون کو تسلیم کرلیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ بھی اپنے پیشرووں کی طرح ناکام رہتے۔

منتظم خاندان کے اختیارات

(۲۷) جائداد مشترکہ کی بیع یا رہن صرف منتظم خاندان خاندان کی اغراض کیلئے کرسکتا تھا۔ جائداد غیر منقولہ کی بیع سوائے خاندان کی پرورش کے اور کسی کام کیلئے نہیں ہوسکتی تھی۔ سوائے منتظم خاندان کے کوئی اور رکن جائداد مشترکہ کو یا اوسمیں اپنے حصہ کو بیع یا رہن نہیں کرسکتا تھا۔ صرف شدید ضرورت کی صورت میں وہ جائداد مشترکہ کے متعلق کارروائی کرسکتا تھا۔ اگر ایک حصہ کو بیع یا رہن کیا جائے یا جائداد کے متعلق علحدہ کارروائی کیجائے تو ایسا عمل علحدگی کے مساوی ہوتا تھا۔ اسلئے اگر کوئی رکن اپنے حصہ کو بیع کرتا یا رہن رکھتا تھا تو اوس کے یہ معنی ہوتے تھے کہ وہ علحدہ ہوگیا۔ نارد کا یہ قول ہے کہ اگر ماتحت ارکان خاندان جائداد کے متعلق کوئی کارروائی کریں تو وہ کالعدم ہوگی۔ اس قول کے تحت میں ماتحت ارکان کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ اون میں بیٹے جبکہ اونکے والدین زندہ ہوں اور چھوٹے بھائی جب وہ بڑے بھائی کے ساتھ رہتے ہوں جنکو سوامی یا پربھو کی حیثیت حاصل ہو شامل ہیں۔ جب خاندان مشترکہ کے ارکان خود مختار تصور کیے جا

اور وہ اپنے حصص کے متعلق لین دین کریں تو نارد اور ورہسپتی کے قول کے بموافق
اسکے معنی تقسیم کے ہونگے۔ سمرتیوں میں یہ خیال نہیں پایا جاتا کہ ارکان خاندان مشترکہ
کو تقسیم کے قبل جائداد مشترکہ میں کوئی معین حق حاصل نہیں تھا۔ یہ خیال شارحین نے
ایک دوسری غرض کیلئے قائم کیا ہے۔ اس ملک کی عدالتوں نے اوس خیال
کو جائداد کے انتقال سے متعلق کرنے میں سخت غلطی کی ہے۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ رشیوں نے کیا قانون قائم کیا تھا۔ اب ہم اسپر غور
کرینگے کہ شارحین اور ججوں نے اوس قانون کی کسطرح تعبیر کی ہے۔ پہلے ہم دائے بھاگ
کے سوائے دوسرے مکاتب کے قانون پر غور کرینگے۔

سپرتی بندھو اور اپرتی بندھو دائے۔ پسماندگی کا قاعدہ۔

(۲۸) متاکشرا میں گوتم کا ایک قول بدیں مضمون نقل کیا گیا ہے (اس
قول کو بعض آدمی فرضی تصور کرتے ہیں) کہ ملکیت کا حق
پیدائش سے حاصل ہوتا ہے۔ اس قول کے حوالہ سے
متاکشرا میں قرار دیا گیا ہے کہ بیٹے کو پیدا ہوتے ہی موروثی
جائداد میں باپ کے مساوی حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اوس
میں دائے یا ترکہ کی یہ تعریف کیگئی ہے کہ اوس سے جائداد مراد ہے جسمیں
حق آخری مالک جائداد سے رشتہ کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اوس کے بعد
دائے کی تقسیم دو حصوں میں کی گئی ہے یعنی سپرتی بندھو دائے جس سے ایسا
ترکہ مراد ہے جو رکا ہوا ہو اور اپرتی بندھو دائے یعنی ترکہ جو رکا ہوا نہ ہو۔ سپرتی
بندھو دائے اسوجہ سے کہا جاتا ہے کہ جائداد میں حق سابق مالک کے زندہ
ہونے کی وجہ سے رکا ہوا ہے۔ سپرتی بندھو دائے آخری مالک جائداد کے
فوت ہونے پر پہونچتی ہے۔ اپرتی بندھو دائے اسوجہ سے کہا جاتا ہے کہ
سابقہ مالک جائداد کا زندہ ہونا حق حاصل ہونے کے مانع نہیں ہے یعنی
جب پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہو جائے۔ وگیانیشور اسکے بعد اس مسئلہ پر
بحث نہیں کرتے ہیں اسکے بعد وہ صرف یہ لکھتے ہیں کہ بیوی سے جو وراثت
کا قاعدہ متعلق ہے وہ صرف منقسم جائداد سے متعلق ہے۔ اس میں پسماندگی
کے قاعدہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن ان اقوال سے بعض شارحین نے

متن وجنیشور کے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ موروثی جائداد مشترکہ میں تقسیم ہونے کے وقت تک ارکان خاندان مشترکہ کے حصص کا تعین نہیں کیا جا سکتا اور اس لئے اونکو کوئی ایسا حق حاصل نہیں ہے جو قابل انتقال ہو۔ ان اصولوں کو ہماری عدالتوں نے خاندان مشترکہ کی جائداد کے متعلق صحیح تسلیم کیا ہے۔

پریوی کونسل کے فیصلہ جات کے لحاظ سے خاندان مشترکہ کی نوعیت

(۲۹) پریوی کونسل نے خاندان مشترکہ اور جائداد خاندان مشترکہ تابع متاکشرا کی نوعیت حسب ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:-

"دھرم شاستر کی رو سے خاندان غیر منقسم کے متعلق اصلی خیال یہ ہے کہ ایسے خاندان کا کوئی رکن جب تک خاندان اشتراک کی حالت میں رہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جائداد کے کسی معین حصہ کا مستحق ہے۔ خاندان مشترکہ کا کوئی رکن اوس مقام پر جہاں آمدنی جمع ہوتی ہو یہ دعوی نہیں کر سکتا ہے کہ اوس رقم کل میں سے اوسکو کوئی معین حصہ دیا جائے۔ جائداد مشترکہ کا محاصل ایک مشترکہ سرمایہ کے طور پر جمع ہونا چاہئے اور اوسکے بعد ارکان خاندان مشترکہ معینہ طریقہ کے موافق اوس سے استفادہ کر سکتے ہیں" (مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۷۵۔ ۸۹ و ۹۰) اس سے واضح ہوتا ہے کہ رکن خاندان کا حق قابل انتقال نہیں ہے۔ اس اصول کے موافق برٹش انڈیا کی عدالتوں میں ایک عرصہ تک عمل ہوتا رہا لیکن زمانہ حال میں فیصلہ جات کی رو سے اس اصول میں اہم تبدیلی ہو گئی ہے۔

پیدا ہوتے ہی حق اور پسماندگی۔

(۳۰) اسکا ذکر کیا جا چکا ہے کہ موروثی جائداد میں بیٹے کو پیدا ہوتے ہی باپ کے مساوی حق حاصل ہو جاتا ہے اور یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ متبنی بیٹے کو بھی تاریخ تبنیت سے اوسی طرح حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ (الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۱۴)

پوتوں اور پڑپوتوں کو بھی پیدا ہوتے ہی بیٹوں کی طرح حق حاصل ہو جاتا ہے (انڈین کیسیز جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۱)۔ جب بھائی اور اوسکے بیٹے

اشتراک کی حالت میں ہوں تو بھی بھتیجوں کو اپنے چچا کی جائداد میں پیدا ہونیسے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا ہے

(۳۱) جہانتک اون حقوق کا تعلق ہے جو بیٹے کو باپ کے مقابلہ میں

بیٹے کی پیدائش کا وقت اوسکے حقوق پر موثر ہوتا ہے۔

حاصل ہوتے ہیں بیٹے کی پیدائش کا وقت اوس صورت میں قابل لحاظ نہیں ہوتا جب باپ نے دادا کی جائداد ورثتاً پائی ہو یا جب وہ موروثی جائداد کی تقسیم کرا کر جائداد حاصل کرے یا موروثی جائداد کی آمدنی سے اوس جائداد میں اضافہ کرے لیکن اسوقت اوس صورت میں بہت اہم ہوجاتا ہے جب باپ نے جائداد منتقل کی ہو کیونکہ بیٹے کے پیدا ہونے کے قبل باپ کو کل جائداد منتقل کرنے کا پورا حق حاصل تھا۔ (کلکتہ جلد ۳۴ صفحہ ۳۷۲)

(۳۲) الہ آباد ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ جائداد مشترکہ ہوسکتی ہے

مشترکہ جائداد میں پسماندگی کا حق گو وہ موروثی نہ ہو

جسمیں پسماندگی کا حق حاصل ہو گو وہ موروثی نہ ہو اور بمبئی ہائیکورٹ کی بھی یہی رائے ہے۔ (الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۱۷۴ - بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۳۸) لیکن یہ سمجھنا دشوار ہے کہ جب تک موروثی جائداد نہ ہو اوسوقت تک پسماندگی کا حق کسطرح پیدا ہوسکتا ہے پسماندگی کے حق کے قائم کرنے کے لئے جو وجوہ بیان کئے گئے ہیں وہ اوس صورت میں قطعاً موجود نہیں ہوتے ہیں لیکن جب کچھ موروثی جائداد موجود ہو تو جو جائداد اوسکے بعد حاصل کی جائے وہ اوس میں اضافہ سمجھی جائیگی اور اوس سے پسماندگی کا قاعدہ متعلق ہوگا۔

(۳۳) پریوی کونسل نے سابقہ فیصلہ جات کو منسوخ کر کے حال میں

موروثی اور مشترکہ جائداد سے کیا مراد ہے؟

یہ قرار دیا ہے کہ اوس جائداد سے جو نانا سے وراثتاً پہونچے اور نیز اوس جائداد سے جو باپ کی بکسو یہ ہو اور بیٹوں کو وراثتاً پہونچے جب ورثاء بالاشتراک رہتے ہوں پسماندگی کا قاعدہ متعلق ہوگا۔ (انڈین اپیل جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۶ - مدراس جلد ۲۵ صفحہ ۶۷۸)۔ مدراس ہائیکورٹ نے اس اصول میں

اور وسعت دی ہے اور قرار دیا ہے کہ بیٹی کے بیٹوں کے بیٹوں کو اوس جائداد میں پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہو جاتا ہے جو نانا سے پہونچی ہو اور وہ اپنے باپ کو اوس جائداد کے انتقال سے باز رکھ سکتے ہیں۔ (مدراس جلد ۲۷ صفحہ ۶۸۲ - مدراس لاجرنل جلد ۱۸ صفحہ ۳۹۰)

لیکن سمرتیوں اور شارحین کے احکام کے لحاظ سے صرف اوس جائداد کے متعلق جو دادا سے وراثتاً پہونچی ہو بیٹوں کو اپنے باپ کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اور صرف ایسی جائداد سے پسماندگی کا قاعدہ متعلق ہے۔ اس بارہ میں متاکشرا میں جو حکم ہے اوسکا ترجمہ کولبروک نے حسب ذیل کیا ہے۔ "باپ کی یا موروثی جائداد میں بیٹوں کو پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہو جاتا ہے"۔ لیکن اوس قول کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "باپ کی یا دادا کی جائداد میں بیٹوں کو پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہو جاتا ہے"۔ کولبروک کے اس غلط ترجمہ کی وجہ سے موروثی جائداد کی نوعیت کے سمجھنے میں دقتیں پیش آئی ہیں۔ مدراس ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے حال ہی کے ایک مقدمہ میں پریوی کونسل کے فیصلہ کی توضیح کرنے کی کوشش کی ہے اور قرار دیا ہے کہ جب بیٹے اپنی ماں کے استری دھن کے وارث ہوتے ہیں اور بالاشتراک رہتے ہیں تو وہ ایسی موروثی جائداد نہیں ہے جس سے پسماندگی کا قاعدہ متعلق ہو سکے۔ (مدراس جلد ۲۷ صفحہ ۳۰۰ - مدراس جلد ۲۷ صفحہ ۶۸۲)۔

بمبئی ہائیکورٹ نے بھی یہی رائے قائم کی ہے۔ (بمبئی جلد ۳۱ صفحہ ۴۲۴)

الہ آباد ہائیکورٹ نے کولبروک کے ترجمہ کی اوس غلطی کا حوالہ دیکر جسکا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے یہ قرار دیا ہے کہ جو جائداد نانا سے وراثتاً پہونچے اوس میں بیٹے کو پیدا ہوتے ہی جائداد میں ایسا حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ اپنے باپ کو جائداد منتقل کرنے سے باز رکھ سکے۔ (الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۶۶۷)۔

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پریوی کونسل نے ۱۸۹۹ء میں جسٹس منتھوسوامی آئر کے فیصلہ کی تائید کی تھی جسمیں اونھوں نے قرار دیا تھا کہ "شراکت کے مفہوم میں یہ خیال داخل ہے کہ شرکا ایک ہی بزرگ خاندان کی نسبی اولاد

ہوں" اور "بیٹیاں اور بیٹوں کے بیٹے ایسے شرکاء نہیں ہو سکتے کہ وہ ہندو خاندان مشترکہ قائم کر سکیں"۔ (انڈین اپیل جلد ۴۳ صفحہ ۱۳۲-۱۳۷) پریوی کونسل نے حال ہی میں ایک مقدمہ میں یہ قرار دیا ہے کہ جب تک اراضی کسی پدری بزرگ سے نہ پہونچی ہو وہ دھرم شاستر کی رو سے موروثی نہیں کہی جا سکتی۔ (کلکتہ جلد ۵۳ صفحہ ۱۰۳۹)۔

اس قسم کا اختلاف آرا ہونے کی صورت میں غالباً یہ قرار دینا قرین احتیاط ہوگا کہ جب نانا سے کوئی جائداد وراثتاً پہونچی ہو تو اصول کے بالاشتراک رہنے کی صورت میں پسماندگی کا قاعدہ اون سے متعلق ہوگا لیکن داداسے جو جائداد وراثتاً پہونچتی ہے اوس سے جو دوسرے اصول متعلق ہیں مثلاً بیٹوں کو پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہونا وہ اوس جائداد سے متعلق نہیں ہوتے۔

(۳۴) دادا کی مکسوبہ اور منقسمہ جائداد جب باپ کو وراثتاً پہونچے تو وہ اوسکے ہاتھ میں موروثی سمجھی جائیگی۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۹) موروثی جائداد جب تقسیم کے بعد تقسیم کنندگان ارکان کے قبضہ میں ہو تو وہ موروثی سمجھی جاتی ہے۔

دادا کی مکسوبہ اور منقسمہ جائداد۔

(کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۔ الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۲۴۴۔ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۳۰)۔

(۳۵) یہ ممکن ہے کہ جائداد سپرتی بندھو ہو اور باوجود اوسکے موروثی ہو۔ کسی نہ کسی وجہ سے الفاظ "سپرتی بندھو جائداد" کے وہ معنی قرار دئے گئے ہیں جو وگیانیشور کے ذہن میں نہ تھے پریوی کونسل نے اس عام غلطی کی اصلاح کر دی ہے کہ سپرتی بندھو جائداد ورثاء کے ہاتھ میں جب اشتراک کی حالت میں رہے تو کسی وارث کے فوت ہونے کے بعد اوسکے ورثاء اوسکے حصہ کے مستحق ہو جاتے ہیں نہ کہ وہ ورثاء جنکو ابتداءً بحیثیت سپرتی بندھو وہ جائداد پہونچی تھی۔ (الہ آباد جلد ۲۵ صفحہ ۷۰۹)۔

سپرتی بندھو جائداد موروثی ہو سکتی ہے۔

لیکن جیسا کہ اسکے قبل ذکر کیا جا چکا ہے پریوی کونسل نے اس اصول کو بہت وسعت دی ہے اور یہ قرار دیدیا ہے کہ ہر قسم کی جائداد جو وراثتاً پہونچے

موروثی ہے اور اوس سے پسماندگی کا قاعدہ متعلق ہے -

(۳۶) جائداد جو دادا نے باپ کو بذریعۂ ہبہ یا وصیت دی ہو خواہ وہ نان ونفقہ کیلئے ہی دی گئی ہو بنگال اور مدراس میں باپ کے ہاتھ میں موروثی قرار دی گئی ہے -

جائداد جو بذریعۂ ہبہ یا وصیت پہونچے

(ویکلی رپورٹر جلد ۶ صفحہ ۱۷ - مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۰ - کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۵ - مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۴۲۹ - کلکتہ لا جرنل جلد ۱۷ صفحہ ۳۸) -

لیکن جب ولد الحرام بیٹے کو جائداد نان ونفقہ کی غرض سے دی گئی تو مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا کہ وہ موروثی نہیں ہے - (انڈین کیسز جلد ۳۱ صفحہ ۸۰۳) بمبئی میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب دادا نے جائداد پیدا کی ہو کو اوسکے پیدا کرنے میں موروثی سرمایہ سے بعید مدد لی گئی ہو تو وہ مکسوبہ ہے اور اگر وہ اوس جائداد کو بذریعۂ وصیت اپنے بیٹے کے حق میں ایسی شرائط سے منتقل کرے کہ یہ واضح ہوتا ہو کہ اوسکو قطعی حق دینا مقصود ہے تو وہ اوسکے ہاتھ میں موروثی متصورنہ کی جائیگی - (بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۵ بمبئی لا رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۲۵۰ - بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۷۳ - بمبئی جلد ۲۶ صفحہ ۴۴۵ - انڈین کیسز جلد ۱۲ صفحہ ۷۰۰) الٰہ آباد میں بھی حال ہی کے ایک مقدمہ میں یہی اصول قرار دیا گیا ہے (الٰہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۵۳۴) - اودھ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب باپ نے جائداد وصیت کی ہو اور بیٹے نے اوسے قبول کر لیا ہو تو وہ مکسوبہ جائداد سمجھی جائیگی - جب جائداد کسی شخص کے قبضے میں ہو تو یہ قیاس نہیں قائم کیا جاسکتا کہ وہ موروثی ہے - (انڈین کیسز جلد ۳۳ صفحہ ۷۰۵ - اودھ کیسز جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۶) لیکن مدراس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ دادا جب اپنی مکسوبہ جائداد بذریعۂ وصیت منتقل کرے تو یہ نیت کا سوال ہوگا کہ آیا اوسکی حیثیت موروثی جائداد کی یا مکسوبہ جائداد کی قائم کرنی مقصود تھی اور ایسی صورت میں قیاس ہوگا کہ وہ حیثیت موروثی جائداد کے منتقل کی گئی ہے - (مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۴۲۹) - مدراس ہائیکورٹ نے اوسکے بعد ایک

مقدمہ میں بمبئی ہائیکورٹ کی رائے سے اتفاق کرکے قرار دیا ہے کہ جب وصیت ایسے اشخاص کے حق میں کیجائے جو خاندان مشترکہ کے ارکان ہوں تو بادی النظر ہی قیاس یہ ہے کہ اون سب اشخاص کو علیحدہ علیحدہ حصص منتقل کرنے مقصود تھے۔ (مدراس جلد ۴ صفحہ ۵۱۳)۔ اون خیالات کے مدنظر جو پریوی کونسل نے بمقدمہ جوگیشور نرائن بنام رام چندر (انڈین اپیل جلد ۲۳ صفحہ ۳۷) ظاہر کئے ہیں اور اس امر کے مدنظر کہ بمبئی کا قاعدہ موجودہ زمانہ کے خیالات کے موافق ہے اوس قاعدہ کی غالباً دوسری عدالتیں بھی پابندی کرینگی۔

جائداد جو بیوہ کو نفقہ کیلئے یا تقسیم کے وقت ملے۔

(۳۷) جو جائداد بیوہ کو نفقہ کیلئے یا تقسیم کے وقت ملے اوسکی حیثیت موروثی جائداد کی باقی رہتی ہے اور وہ اوسکے فوت ہونے کے بعد وُرثار کو عود کرتی ہے۔ (کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۲۔ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۲)

جائداد جو خریدی گئی ہو اور اضافہ شدہ جائداد

(۳۸) مفصلہ ذیل اقسام کی جائداد کی نوعیت موروثی جائداد کی ہے:-

(۱) موروثی جائداد کی آمدنی سے جو جائداد خریدی گئی ہو (ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۲۵۹۔ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۶)۔

(۲) موروثی جائداد منقولہ سے جو جائداد خریدی گئی ہو (کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۸)۔

(۳) جو جائداد اوس رقم سے خریدی گئی ہو جو موروثی جائداد کی کفالت پر قرضہ لی گئی ہو۔

(۴) کسی رکن مشترک کی کوشش سے موروثی جائداد میں جو اضافہ یا ترقی ہوئی ہو۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۶۔ انڈین کیسز جلد ۷ صفحہ ۸۹۲)۔

(۵) باپ نے جو جائداد بیٹے کے پیدا ہونے کے قبل موروثی جائداد کی آمدنی سے حاصل کی ہو اوس میں بیٹے کو پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہوجاتا ہے (بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۹)۔

ضبط شدہ زمینداری جو ملکر عطا ہوئی ہو یا کسی شخص کو بطور انعام دیگئی ہو یا کسی شخص کو بیدخل کرکے حاصل کیگئی ہو۔

(۳۹) جب سرکار نے ضبطی کے بعد کسی جائداد کو قدیم حق کی بنا پر عطا کیا ہو تو ایسی عطا سے جائداد کی نوعیت تبدیل نہیں ہو جاتی۔ (مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۔ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۴۱۵)۔ اوس صورت میں بھی جائداد کی نوعیت تبدیل نہیں ہوتی جب ایک رکن خاندان نے جبراً قبضہ کرنے سے کوئی جائداد حاصل کی ہو۔ (مورز انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۳)۔ جب سرکار نے کسی شخص کو کوئی جائداد بطور انعام عطا کی ہو تو وہ جائداد مکسوبہ ہے۔ (انڈین کیسز جلد ۱۶ صفحہ ۷۰)۔

بچت اور مجتمع رقم کی نوعیت کیا ہے؟

(۴۰) یہ امر غور طلب ہے کہ بچت اور مجتمع رقم موروثی جائداد ہے یا مکسوبہ۔ اس میں شبہ نہیں کہ بیٹے کے پیدا ہونے کے بعد جو بچت ہو اوس میں بیٹے کو باپ کے مساوی حق حاصل ہے۔ لیکن جو بچت اور مجتمع رقم بیٹے کے پیدا ہونے کے ماقبل زمانہ کی ہو اوس سے وہی قواعد متعلق ہونگے جو بیوہ کی بچت سے متعلق ہیں۔ بجز اسکے کہ باپ نے بیٹے کے پیدا ہونے کے قبل اوسکو منتقل کیا ہو وہ مشترکہ جائداد کا جزو متصور ہونگے۔

جیجمان ورتی۔

(۴۱) موروثی پروہت کا عہدہ اور اوسکی متعلقہ آمدنی جسکو جیجمان ورتی کہتے ہیں منتسبہ قرار دیگئی ہے اور وہ جائداد غیر منقولہ کے متعلق موروثی حقوق میں داخل ہے۔ ایسے حقوق سے باکیتولک باب دوم نمبر (۱۲۱) کے احکام متعلق ہیں۔ بمبئی لا رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ (۱۱۷)

جائداد جو مشترکہ جائداد میں شامل کیگئی ہو۔

(۴۲) جب ارکان خاندان مشترکہ کا ایک ہی سرمایہ ہو اور ہر رکن اپنی مکسوبہ جائداد اوس میں جمع کرے اور کل سرمایہ خاندان کے اخراجات کیلئے صرف ہوتا ہو اور موروثی جائداد اور اوس جائداد کا ایک ہی حساب رکھا جاتا ہو تو کل جائداد مشترک تصور کی جانی چاہئے۔ (الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۲۴۹ ۔ انڈین کیسز

جلد ۷ صفحہ ۶۹۰۔ انڈین کیسز جلد ۷ صفحہ ۸۶۲)۔

شرکاء خاندان مشترک اور علیحدہ جائداد رکھ سکتے ہیں

(۴۳) پریوی کونسل نے قرار دیا ہے کہ شرکاء خاندان کی جائداد مشترک اور علیحدہ ہو سکتی ہے۔ مشترک جائداد سے قانون پسماندگی متعلق ہوگا اور علیحدہ جائداد سے وراثت کا معمولی قانون متعلق ہوگا۔ (سوریہ انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۵۳۹)۔ پنجاب چیف کورٹ نے قرار دیا ہے کہ خاندان منقسم کی صورت میں جائداد مشترکہ سے بھی معمولی قانون وراثت متعلق ہوتا ہے۔ جب کسی خاندان کے ارکان نے اپنی سکونت۔ کھانا پینا۔ اور پوجا علیحدہ کر لی ہو اور ارکان کے پاس علیحدہ جائداد بھی ہو تو اوس جائداد کے متعلق جو مشترک ہو اوسی طرح عمل ہوگا جسطرح جائداد خاندان مشترکہ تابع دائے بھاگ کے متعلق ہوتا ہے یعنی جائداد مشترکہ میں ہر شریک کا حصہ اوسکے ورثاء کو پہونچیگا۔ (انڈین کیسز جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۸)۔
لیکن یہ اصول اوس قاعدہ کے موافق نہیں ہے جسمیں قرار دیا گیا ہے کہ جائداد مشترکہ ہو سکتی ہے گو ارکان کھانے پینے اور پوجا میں علیحدہ ہوں۔

پسماندگی کا قاعدہ صرف ایسے خاندان سے متعلق ہونا چاہیئے جو اشتراک کی حالت میں رہتا ہو۔

(۴۴) لیکن دھرم شاستر کے اصلی احکام کی رو سے پسماندگی کا قاعدہ صرف ایسے خاندان سے متعلق ہے جو اشتراک کی حالت میں رہتا ہو وہ قاعدہ خاندان کے اشتراک کی وجہ سے قائم کیا گیا ہے نہ کہ جائداد کی ملکیت کی نوعیت کے لحاظ سے۔ پریوی کونسل نے جو قاعدہ محولۂ صدر قرار دیا ہے وہ ایک ایسے مقدمہ میں قائم کیا گیا تھا جہاں مشترکہ جائداد ناقابل تقسیم جائداد کی نوعیت کی تھی۔ اور اوسکے متعلق خاندان کو مشترکہ تصور کیا گیا۔

(۴۵) بنگال میں ایک مقدمہ میں یہ عام اصول قرار دیا گیا ہے کہ ہر ہندو خاندان مشترکہ کی جائداد کے متعلق یہ قیاس ہے کہ وہ مشترک ہے اور اگر کسی ایک رکن کے متعلق قیاس۔ کے قبضہ میں کوئی جائداد ہو تو قیاس یہ ہوگا کہ وہ اوس کی

مکسوبہ جائداد نہیں ہے بلکہ وہ اوسکے قبضہ میں بحیثیت رکن خاندان مشترکہ ہے۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۰۔ ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۰۔) پریوی کونسل نے بھی قرار دیا ہے کہ جب خاندان اشتراک کی حالت میں رہتا ہو اور جائداد مشترکہ ہو تو قیاس یہ ہے کہ ارکان خاندان کے قبضہ میں جسقدر جائداد ہے وہ مشترکہ ہے۔ (مورز انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۲۲۹۔ مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۳۔) یہ قاعدہ ہر خاندان سے متعلق ہے خواہ وہ متاکشرا کا تابع ہو خواہ دائے بھاگ کا۔

مشترکہ جائداد کا وجود ثابت ہونا چاہیئے

(۴۶) پریوی کونسل نے بہت ابتدائی زمانہ میں متذکرۂ صدر سخت قاعدہ کو تبدیل کر دیا اور یہ قرار دیا کہ قبل اسکے کہ جائداد کے اشتراک کا کوئی قیاس قائم ہو سکے یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ کچھ اصلی موروثی جائداد تھی۔

(نیپ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۰)۔

اس قاعدہ کی جملہ عدالتوں میں تتبع کی گئی ہے۔ اوسکے بعد کے مقدمات میں یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ گو ہندو خاندان کے مشترکہ ہونے کا قیاس ہے لیکن اس امر کے متعلق کوئی قیاس نہیں ہے کہ خاندان کی کوئی مشترکہ جائداد ہے اور نہ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جو جائداد کسی ایک رکن کے قبضہ میں ہو وہ مشترکہ ہے بجز اسکے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ کچھ مشترکہ جائداد تھی جسکے ذریعہ سے جائداد مزاحمی حاصل کی جا سکتی تھی اور جب یہ ثابت ہو جائے تو جو شخص کسی جائداد کو اپنی مکسوبہ بیان کرے اوسپر یہ ثابت کرنا فرض ہوگا کہ اوسنے خاندانی جائداد کی مدد کے بغیر اوس جائداد کو حاصل کیا ہے۔ (الہ آباد جلد ۳۳ صفحہ ۶۷۔ بمبئی لارپورٹر جلد ۱ صفحہ ۱۳۳۔ مدراس جلد ۳۲ صفحہ ۸۰۔ ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۸)۔

جب یہ ثابت ہو جائے کہ خاندان کے جملہ ارکان اپنی آمدنی مشترک سرمایہ میں جمع کرتے تھے تو جو جائداد کسی ایک رکن کے نام ہو اوسکے متعلق قیاس کیا جائیگا کہ وہ جائداد مشترکہ ہے۔ (انڈین کیسز جلد ۲۶ صفحہ ۳۳۔ مدراس

لاجرنل جلد ۲ صفحہ ۶۲۱) ۔

مدراس ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے ایک مقدمہ میں قرار دیا ہے کہ جب کچھ اصلی جائداد مشترکہ ہو تو جو جائداد کسی ایک رکن نے حاصل کی ہو اوسکے متعلق قیاس کیا جائیگا کہ اوسکی ملکیت ہے اور اس امر کا بار ثبوت کہ اوس جائداد کو اوسنے مشترک سرمایہ میں جمع کیا اوس شخص پر ہوگا جو ایسا بیان کرے ۔ (انڈین کیسز جلد ۳۴ صفحہ ۱۲)

یہ قاعدہ بالکل صاف اور مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اوسپر ہمیشہ عمل نہیں ہوتا ہے ۔ (الہ آباد جلد ۳۵ صفحہ ۵۶۴) متاکشرا کی رو سے جب جائداد کسی ایک رکن خاندان کے نام خریدی گئی ہو یا کسی ایک رکن کے نام ہو اور خاندان کے پاس کچھ موروثی جائداد ہو تو یہ قیاس کیا جائیگا کہ ایسی جائداد خاندان کی ملک ہے ۔ (مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۹ ۔ انڈین کیسز جلد ۲۶ صفحہ ۱۲ الہ آباد جلد ۳۵ صفحہ ۵۶۴)

وائے بھاگ کی رو سے قیاس ۔

(۴۷) لیکن وائے بھاگ کی رو سے ایسا قیاس بہت کمزور قسم کا ہوتا ہے اور بعض مقدمات میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ مطلق نہیں ہوتا ۔ یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ جب باپ کی زندگی میں جائداد بیٹے کے نام خریدی گئی ہو تو بار ثبوت اوس شخص پر ہوگا جو یہ بیان کرے کہ وہ جائداد باپ کی ہے (کلکتہ جلد ۳۱ صفحہ ۸۴۴) ۔ کلکتہ میں حال کے ایک مقدمہ میں قرار دیا گیا ہے کہ متاکشرا اور وائے بھاگ دونوں کی رو سے اوسوقت قیاسات ایک ہی قسم کے ہیں ۔ (کلکتہ لاجرنل جلد ۴ صفحہ ۵۶) ۔ جبکہ خاندان مشترکہ ہو اور کچھ اصلی جائداد مشترکہ ہو ۔ (الہ آباد جلد ۳۱ صفحہ ۷۷۴ ۔ انڈین کیسز جلد ۲ صفحہ ۵۲۶) ۔ پریوی کونسل نے بنگال کے ایک مقدمہ میں قرار دیا ہے کہ اوس صورت میں اشتراک کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے جب جائداد نزاعی اوس شخص کے قبضہ میں تھی جسکے ذریعہ سے مدعی علیہ دعویدار ہے اور ظاہرا اوسکے فوت ہونے کے وقت اوسکی تھی ۔ (کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۵) بالخصوص جبکہ سرکار کا

کھانا پینا علیحدہ ہو۔ (کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۳۶)۔ اس نظیر کے تتبع میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر مقدمہ کے خاص حالات کے لحاظ سے تصفیہ کیا جا سکتا اور اسکے متعلق شبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آیا اشتراک کا قیاس اون خاص اشیا سے متعلق ہو سکتا ہے جنکو کسی ایک رکن نے حاصل کیا ہو۔ (انڈین کیسز جلد ۲۴ صفحہ ۹۰)۔ ایک خاندان تابع دائے بھاگ کے متعلق پریوی کونسل نے قرار دیا ہے کہ جب جائداد کسی جو نیر رکن خاندان کے نام ہو اور اس امر کے متعلق شہادت نہ ہو کہ اوس رکن کے پاس کوئی علیحدہ سرمایہ تھا تو یہ قیاس صاف اور قطعی ہے کہ اوس جائداد کو بزرگ خاندان نے حاصل کیا ہے۔ (کلکتہ لا جرنل جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۹)

شرکاء خاندان مشترکہ تابع دائے بھاگ اور متاکشرا میں فرق

(۴۸) ارکان خاندان مشترکہ تابع متاکشرا اور دائے بھاگ کی قانونی حیثیت میں بہت فرق ہے۔ شرکاء خاندان تابع متاکشرا کے حقوق تقسیم ہونے کے وقت تک متعین نہیں ہوتے اور بجز اوس صورت کے کہ شرکا کے اولاد نرینہ ہو وہ حقوق پسماندگی کے قاعدہ سے دوسرے شرکاء کو پہنچتے ہیں۔ شرکاء خاندان مشترکہ تابع دائے بھاگ کے حقوق معین ہوتے ہیں اور وہ اونکے فوت ہونے کے بعد اونکے ورثا کو پہنچتے ہیں۔

بنگال میں قیاس

(۴۹) بنگال کے ہندو عام طور پر جب اونکا کھانا پینا مشترک ہوتا ہے اوسوقت بھی اپنی ذاتی آمدنی اور جائداد کی آمدنی میں اپنا حصہ علیحدہ رکھتے ہیں اور وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ جب جائداد کسی ایک رکن کے نام خریدی جائے تو وہ اوسکی ذاتی جائداد ہے بجز اسکے کہ حالات خاص ہوں۔ ہندو خاندانوں کی ترکیب مغربی خیالات کے اثر سے بہت تبدیل ہو گئی ہے اور عدالتوں کو چاہئے کہ موجودہ حالات کے لحاظ سے قانون متعلق کریں۔ دائے بھاگ کی رو سے جب کھانا پینا علیحدہ ہو جاتا ہے تو ارکان کی علیحدگی مکمل ہو جاتی ہے کیونکہ موروثی جائداد کے متعلق شرکاء خاندان کے حصص متعین ہوتے ہیں

اور اونکی حیثیت قانونی ایسی ہوتی ہے کہ کسی شریک کے فوت ہونے کے بعد اوسکا حصہ اوسکے ورثار کو پہونچتا ہے۔ مثاکشرا خاندان میں جب شرکار کی قانونی حیثیت ایسی ہوجاتی ہے تو وہ تقسیم کہلاتی ہے۔ جب خاندان مشترکہ تابع دائے بھاگ میں کھانے پینے کی علٰحدگی ہوجائے تو جو جائداد کہ کوئی شریک اپنے نام سے حاصل کرے اوسکے متعلق یہ قیاس کیا جائیگا کہ وہ اوسکی علٰحدہ جائداد ہے۔

بمبئی میں قیاس

(۵۰) بمبئی میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ دھرم شاستر کے عام قیاس کا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ جب کسی شریک خاندان مشترکہ کے قبضہ میں اوسکے فوت ہونے کے وقت کوئی جائداد ہو تو وہ لازمی طور پر اوسنے بحیثیت رکن خاندان مشترکہ حاصل کی ہے۔ ایسا قیاس قائم کرنے کے قبل یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ کچھ اصلی جائداد خاندان مشترکہ تھی اور یہ بطور مناسب کہا جاسکتا ہے کہ اوس جائداد سے کسی رکن خاندان نے وہ جائداد پیدا کی ہے۔ کسی جائداد کو اصلی جائداد خاندان مشترکہ کہا جاسکتا ہے یا نہیں یہ امر ہر مقدمہ کے حالات پر منحصر ہوگا۔ (بمبئی لارپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۸) اصلی جائداد خاندان مشترکہ کا اصول بطور مناسب استعمال کیا جانا چاہیئے۔

مدراس میں قیاس

(۵۱) مدراس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب اصلی جائداد مشترکہ کم اور اوسکی آمدنی ناکافی ہو تو اگر کوئی رکن ایسی حالت میں تجارت کر کے جائداد پیدا کرے جب اوسکے قبضہ میں کوئی موروثی جائداد نہ ہو جس سے وہ جائداد پیدا کی جاسکتی ہو جو اوسنے پیدا کی ہے تو ایسی جائداد اوسکی مکسوبہ قرار دیجانی چاہیئے۔ (انڈین کیسز جلد ۲۲ صفحہ ۸۵۲ - مدراس جلد ۳۳ صفحہ ۲۵۰)۔

پنجاب میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ باوجود اشتراک کے قیاس کے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ "کسی شریک خاندان مشترکہ نے جو جائداد پیدا کی ہو اور جو دوکانیں قائم کی ہوں وہ جملہ ارکان خاندان مشترکہ کی ملک ہیں"۔ (انڈین کیسز

جلد ۱۸ صفحہ ۶۳۴) ۔

اودھ میں بھی بمبئی اور الہ آباد کے مقدمات کی تتبع کرکے یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب مختلف ارکان خاندان مشترکہ اپنی کمائی علیحدہ علیحدہ کریں تو اس امر کے متعلق کوئی قیاس نہیں ہے کہ اون کی نیت یہ تھی کہ وہ اپنی جائداد مشترک سرمایہ میں جمع کریں یا اوس جائداد کے متعلق اپنے علیحدہ حقوق سے دستبردار ہوجائیں ۔ (انڈین کیسز جلد ۲۲ صفحہ ۶۸۸ ۔ الہ آباد لا جرنل جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ ۔ بمبئی لا رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۸۳۱) مدراس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ اس امر کے متعلق کوئی قیاس نہیں ہے کہ ایک شخص کی کمائی خاندان کی جائداد ہے جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ وہ مشترکہ سرمایہ میں داخل کی گئی ۔ (مدراس لا جرنل جلد ۳۰ صفحہ ۱۳۰ ۔ انڈین کیسز جلد ۳۳ صفحہ ۸۹۱) ۔ جان کے بیمہ کی پالیسی علیحدہ جائداد سمجھی جائیگی اور اوس سے اشتراک جائداد کا قیاس متعلق نہ ہوگا ۔ (انڈین کیسز جلد ۱۴ صفحہ ۶۹۹) ۔

اشتراک کا قیاس اوسوقت کمزور قسم کا ہوتا ہے کہ ارکان قریبی رشتہ دار ان نہ ہوں اور جب ایک رکن اپنی مقبوضہ جائداد کے متعلق استطرح عمل کر رہا ہو کہ گویا وہ اوسی کی ہے اور اپنے نام سے اوس جائداد کے متعلق ذمہ داری عائد کر رہا ہو (بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۳ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۳) ۔

اشتراک کا معمولی قیاس اوسوقت قائم نہیں رہتا جب ارکان علیحدہ رہتے ہوں اور خورد و نوش کا انتظام علیحدہ ہو اور پوجا علیحدہ کرتے ہوں ۔ (انڈین کیسز جلد ۱۹ صفحہ ۱۵ ۔ انڈین کیسز جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ ۔ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۳۳ ۔ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۱۸ ۔ کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۲۳۱ ۔ مورز انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۶۸ ۔ مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۷۵) ۔

قانون کا قیاس کچھ ہی کیوں نہ ہو یہ ممکن ہے کہ شرکاء خاندان کی جائداد علیحدہ ہو ۔ شیوپن کے قول کے موافق جب کھانا پینا اور پوجا علیحدہ ہو جائے تو علیحدگی عمل میں آجاتی تھی ۔ آجکل دقت اسوجہ سے پیش آگئی ہے کہ عدالتوں نے یہ قرار دیا ہے کہ گو کھانا پینا اور پوجا علیحدہ ہو لیکن جائداد مشترک

ہو سکتی ہے۔ (مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۵ - مورز انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۶۲)۔

(۵۲) عدالتوں نے جو اصول قرار دئے ہیں اونکا ماحصل یہ ہے:—

اشتراک کے قیاس کے متعلق فیصلوں کا ماحصل۔

"قانون کا قیاس یہ ہے کہ خاندان مشترکہ کے قبضہ میں جو جائداد ہو وہ مشترکہ ہے بجز اسکے کہ شہادت سے یہ ثابت ہو کہ کسی ایک رکن کے قبضہ میں علاحدہ جائداد ہے۔" (مورز انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۱۲۹)۔

اگر کوئی جائداد کسی رکن خاندان کے قبضہ میں ہو اور خاندان کے اشتراک کا قیاس ہو تو جائداد کے متعلق یہ قیاس کیا جائیگا کہ وہ اوسکے قبضہ میں بطور علاحدہ جائداد کے نہیں بلکہ بحیثیت رکن خاندان مشترکہ ہے۔ (انڈین اپیل جلد ۲۱ صفحہ ۱۳۴)۔

قیاس اشتراک کا ہے کیونکہ دھرم شاستر میں ہر خاندان کا اصلی تصور قیاس کا ہے۔ (مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۹)۔

لیکن یہ ثابت ہونا چاہئے کہ خاندان کسی ماقبل زمانہ میں جو زیادہ بعید نہ ہو اشتراک کی حالت میں رہتا تھا۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۸)۔ اور خاندان کی کچھ اصلی جائداد تھی جس سے جائداد پیدا کیجا سکتی تھی۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۸ - بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۵۱ - بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲۸۳)۔

(۵۳) مفصلہ ذیل صورتوں میں قرار دیا گیا ہے کہ جائداد مشترکہ سمجھی جائیگی اور اوس سے پسماندگی اور ناقابل انتقال کا قاعدہ متعلق ہوگا:—

جب جائداد بالاشتراک حاصل کیگئی ہو یا مشترکہ سرمایہ سے خریدی گئی ہو

(انڈین کیسز جلد ۱۴ صفحہ ۶۹۱ - بمبئی لاء رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶ - بمبئی جلد ۳۲ صفحہ ۳۷۹ - پٹنہ لاء جرنل جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)۔

(۱) جائداد جو ارکان خاندان مشترکہ نے حاصل کی ہو جبکہ کچھ اصلی جائداد مشترکہ ہو جسکی مدد سے وہ جائداد حاصل کیگئی ہو۔

(۲) جب ارکان خاندان مشترکہ نے اپنی مشترکہ محنت سے جائداد حاصل کی ہو۔ (موررز انڈین اپیل جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۴ ۔ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ ۔ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)۔

(۳) جب ارکان خاندان مشترکہ اپنی کمائی مشترکہ سرمایہ میں جمع کریں۔ (مدراس لا جرنل جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۰ ۔ انڈین کیسز جلد ۱ صفحہ ۴۴۴ ۔ بمبئی جلد ۳۲ صفحہ ۴۹۶ ۔ مدراس جلد ۳۲ صفحہ ۳۱۱ ۔ الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۲۴۴)
ایسی جائداد مشترکہ سمجھی جائیگی خواہ وہ جائداد کسی رکن کے نام کیوں نہ ہو اور یہ بات ہے یعنی ظاہر ہوتا ہو کہ اوس جائداد سے پیدا ہوئی کا قاعدہ متعلق نہ ہوگا۔ (موررز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۹۶۴ ۔ موررز انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۲ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۸ ۔ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۸۰)
ایسی صورتوں میں جو شخص جائداد کا منقسمہ ہونا بیان کرے اوسپر اوس کا بار ثبوت ہوگا۔

(الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۲۴۴ ۔ بمبئی لا رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۹۵۸) کلکتہ میں قرار دیا گیا ہے کہ جب کوئی بیوہ صداقتنامہ انتظام ترکہ کی درخواست کرے اور اوسکے شوہر کا بھائی عذر کرے کہ جائداد مشترکہ ہے تو عدالت کو اس امر کا تصفیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جائداد مشترکہ ہے یا منقسمہ اور بیوہ کو صداقتنامہ دیا جاسکتا ہے۔ ایسا صداقتنامہ صرف منقسمہ جائداد پر موثر ہوگا (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۴ نوٹس صفحہ ۲۷۷ ۔ کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۳)۔

اس فیصلہ سے بار ثبوت کا مسئلہ اور زیادہ پیچیدہ ہو گیا ہے۔ مدراس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ رکن خاندان مشترکہ کی جانب سے محض اس امر کے استقرار کا دعویٰ چل سکتا ہے کہ وہ اون قرضہ جات کو وصول کرنے کا مستحق ہے جو متوفی شریک کے نام ہوں گو بیوہ کو قانون صداقتنامہ وراثت کی رو سے صداقتنامہ عطا کیا جا چکا ہو۔ (مدراس لا جرنل جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۹)

شراکت اور خاندان مشترکہ میں فرق

(۵۴) متعدد مقدمات میں اس امر کے متعلق بحث کیگئی ہے کہ شراکت اور خاندان مشترکہ میں کیا فرق ہے

(بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۵۵ - بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۴۴ - بمبئی جلد ۹ صفحہ ۳۴۲)

شراکت ایک شریک کے فوت ہونے سے فسخ ہوجاتی ہے لیکن خاندان مشترکہ کی حیثیت صرف تقسیم سے زائل ہوتی ہے - شراکت میں حق پسماندگی نہیں ہے - خاندان مشترکہ شراکت اور انگریزی قانون کی جوائنٹ ٹیننسی سے مختلف ہے - انگلستان کے قانون کی جوائنٹ ٹیننسی کی نوعیت یہ ہے کہ ایک شریک کے فوت ہونے کے بعد دوسرے شریک یا شرکاء مالک ہوجاتے ہیں اور متوفی شریک کے قائم مقامان کو کوئی حق نہیں رہتا - آخری شریک کل جائداد کا قطعی مالک ہوجاتا ہے اور وہ اوسکے ورثاء کو مثل معمولی جائداد کے پہونچتی ہے اور متوفی شرکاء کے ورثاء کو کوئی حق نہیں حاصل ہوتا - ہندو خاندان مشترکہ میں پسماندگی کا قاعدہ ہے لیکن متوفی شرکاء کی اولاد نرینہ اوسکی قائم مقام ہوتی ہے - اختلافات متعدد امور کے متعلق ہے اور جائداد خاندان مشترکہ کی نوعیت پر غور کرنے سے ناظرین کو واضح ہوگا -

تجارتی کاروبار کی نوعیت

(۵۵) تجارتی دوکان خاندان مشترکہ کی جائداد ہوسکتی ہے اور اوس سے خاندان مشترکہ کی جائداد کے سب قواعد متعلق ہونگے - ایسی دوکان کے متعلق منتظم دوکان کو تجارت کی ضرورت کے لحاظ سے اوس سے زیادہ اختیارات ہونگے جو کہ تابعی منتظم خاندان کو معمولاً ہوتے ہیں - (کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۰ - کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۶ - کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۳۴۹) - آخری مقدمہ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ تجارت مثل ذاتی جائداد کے ہندوؤں میں قابل توریث ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ خاندان کا ہر بچہ جیسے پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہوجاتا ہے یا جیسے بہ استحقاق ہوسکے شراکتی دوکان میں حقدار ہوجاتا ہے یا وہ شریک دوکان ہوجاتا ہے ایسا بچہ شریک دوکان اوسوقت ہوگا جب جملہ شرکاء اتفاق کرکے اوسکو شریک کی حیثیت قائم کریں - جب شراکتی دوکان پر قرضہ ہو تو نابالغ شریک دوکان کے قرضہ کی بابت ذاتی طور پر ذمہ دار نہ ہوگا لیکن اوسکے حصہ پر ذمہ داری ہوگی -

(کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۱ ۔ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۳۰ ۔ انڈین کیسز جلد ۹ صفحہ ۱)

ارکان خاندان کے حقوق ۔

(۵۶) اب ہم شرکائے خاندان مشترکہ کے حقوق پر بحث کرینگے ۔ اونکے حقوق کے متعلق دائے بھاگ اور متاکشرا میں اصولی اختلاف ہے۔ متاکشرا کی رو سے شرکائے خاندان مشترکہ کو کل جائداد میں غیر معین اور ناقابل تقسیم حق حاصل ہے ۔ اسکا نتیجہ ہے کہ اوس میں پسماندگی اور ناقابل انتقال کا قاعدہ ہے ۔ دائے بھاگ کی رو سے شرکائے خاندان بحیثیت مشترک مالکان کی ہوتی ہے ۔ اونکا حصہ معین ہوتا ہے اور اوسکو وہ منتقل کر سکتے ہیں ۔

باپ کے اختیارات

(۵۷) دائے بھاگ کی رو سے موروثی جائداد میں بیٹوں کو باپ کی زندگی میں سوائے نفقہ کے اور کوئی حق نہیں ہے ۔ گزشتہ صدی کے شروع میں یہ امر مشتبہ تھا کہ آیا باپ جائداد بیٹوں میں غیر مساوی حصص میں تقسیم کر سکتا تھا لیکن سنہ ۱۸۶۸ء میں قطعی طور سے طے ہوگیا تھا کہ باپ کو جائداد منتقل کرنے کے متعلق قطعی اختیارات حاصل ہیں (سلسلہ دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۴۳) ۔ متاکشرا کی رو سے باپ اور بیٹے موروثی جائداد میں مساوی حصہ دار ہیں ۔ لیکن باپ کی حیثیت کرتا کی ہے اور بغیر تقسیم کے اوسکی وہ حیثیت زائل نہیں ہو سکتی ۔ باپ جائداد کی آمدنی اپنی مرضی کے موافق صرف کر سکتا ہے لیکن وہ بجز خاندانی ضرورت اور اپنے ایسے قرضہ جات کی ادائی کے جو اخلاق کے خلاف اغراض کیلئے عاید نہ کئے گئے ہوں جائداد منتقل نہیں کر سکتا ۔

جائداد سے استفادہ اور ضروری اخراجات کا حق

(۵۸) ہندو خاندان مشترکہ کی نوعیت کا یہ اثر ہے کہ دائے بھاگ اور متاکشرا دونوں کی رو سے جب تک خاندان اشتراک کی حالت میں رہے کوئی رکن خاندان منافع وصول کرنے کے مقاصد پر جا کر کوئی معین حصہ منافع کا وصول نہیں کر سکتا ہے ۔ غیر منقسم جائداد کی آمدنی خاندان غیر منقسم کے اصول کے لحاظ سے ایک مشترک سرمایہ میں جمع کیجانی چاہیئے اور وہ جائداد

اوسی طرح پر یہ صورت بھی کی گئی ہے جو ارکان خاندان غیر منقسم کے استفادہ کیلئے
معین کیا گیا ہے۔ (مورز انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۵۸۹ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۸
پریوی کونسل صفحہ ۱ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۳۸۳) ۔ خاندان مشترکہ کے جملہ
ارکان کو جائداد سے استفادہ کا مساوی حق حاصل ہے۔ ایک بھائی اور
اوسکے متعدد بیٹے ہیں۔ ایسے بھائی کے مساوی حق استفادہ رکھتے ہیں
جسکے کوئی اولاد نہ ہو۔ بھائیوں۔ بہنوں۔ شرکاء خاندان کے بیٹوں اور بیٹیوں
کے ازدواج کے اخراجات سب بھائیوں کے ذمہ قطع نظر اوس امر کے ہیں
کہ ہر بھائی کے کتنے بیٹیاں ہیں۔ اور ان اغراض کیلئے جو قرضہ عائد کیا جائے
اوسکی ادائی کی ذمہ داری کل خاندان پر ہے۔ (انڈین کیسز جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۱)
منتظم خاندان یا اَور کسی رکن خاندان پر یہ ذمہ داری ہے کہ غیر منقسم ارکان
خاندان کی خواہ وہ زندہ ہوں خواہ فوت ہو چکے ہوں بیٹیوں کی شادی
کرے اور یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ انکار یا غفلت کرے تو لڑکی کی ماں
اوسکی شادی کرکے شادی کے اخراجات کی بابت منتظم خاندان پر دعویٰ کرسکتی ہے۔
(بنگال لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۳۴ ۔ بمبئی لا رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۳۶۶)۔
لڑکیوں کی شادی کے اخراجات کی خاندان کے سرمایہ پر کفالت ہے
(مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۵۱۲ ۔ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۲) ۔ اگر منتظم خاندان
اپنے بھائی اور اوسکے بچوں کے مقابلہ میں اپنے اور اپنے بچوں کیلئے
زیادہ خرچ کرے تو اوسکا یہ فعل خلاف ضابطہ ہوگا اور اوسکی بابت اوس سے
باز پرس کیا جاسکتی ہے۔ لیکن ایسی صورت میں عدالتیں غالباً فریقین کو تقسیم
کا چارہ کار حاصل کرنے کی ہدایت کرینگی۔

یہ قرار دیا گیا ہے کہ خاندان مشترکہ کا منتظم کسی رکن خاندان کو جو مشترکہ
جائداد کے کسی حصہ پر قابض ہو بیدخل نہیں کرسکتا لیکن اس سوال کا تصفیہ نہیں
ہوا ہے کہ آیا وہ مشترکہ تصرف حاصل کرسکتا ہے گو رائے کا رجحان اس جانب
ہے کہ وہ ایسا نہیں کرسکتا ہے (انڈین کیسز جلد ۱۱ صفحہ ۶۸۰ ۔ ناگپور لا رپورٹ
جلد ۶ صفحہ ۲۸ ۔ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۳ ۔ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۰)

بمبئی میں قرار دیا گیا ہے کہ منتظم مشترک قبضہ حاصل کر سکتا ہے - (بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۷۹۳ - الہ آباد جلد ۲۸ صفحہ ۱۹۱) - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ متاکشرا کی رو سے مشترک قبضہ حاصل کرنا صحیح چارہ کار نہیں ہے - دھرم شاستر کی رو سے ایک رکن خاندان مشترکہ دوسرے رکن خاندان کے مقابلہ میں اوسوقت تک دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک وہ اشتراک کی حالت میں ہیں - ہر شریک خاندان جو جائداد کے کسی حصہ پر قابض ہو اوسکے قبضہ خاندان کا قبضہ سمجھا جائیگا اور دعویٰ میں تمادی عارض ہو جائیگی - اسوجہ سے قبضہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا ہے - اگر ارکان خاندان میں اتفاق نہ ہوسکے تو صحیح چارہ کار تقسیم ہے - جب تقسیم ہو جائے اور وہ مالکان مشترک کی حیثیت سے رہیں تو مشترک قبضہ کی ڈگری ہو سکتی ہے اسی اصول پر بنگال خاندان مشترکہ میں مشترک قبضہ کی ڈگری ہو سکتی ہے - (کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۵۵۵ - کلکتہ لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۷۰ - ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۶ و ۱۶۸)

منتظم خاندان کی ذمہ داری

(۵۹) یہ قرار دیا گیا ہے کہ خاندان مشترکہ کے جو ممبر ارکان منتظم خاندان کو محض اس بنا پر ذمہ دار نہیں قرار دیتے کہ اگر وہ چاہتا تو بقایا مالگان یا کرایہ وصول کر سکتا تھا لیکن اوسنے نہیں کیا - منتظم خاندان اوس نقصان کی بابت ذمہ دار ہے جو اوسکی غفلت یا بداعمالی کی وجہ سے عائد ہوا ہو - (انڈین کیسز جلد ۱۱ صفحہ ۹۲۲) غفلت اور کرایہ یا مالگان کا بقایا وصول کرنے میں قصور کرنا ان دونوں میں امتیاز کرنا مشکل ہے - معلوم ہوتا ہے کہ منتظم خاندان جسکو اپنی خدمات کا معاوضہ نہیں ملتا ہے اور محض امین کی حیثیت رکھتا ہے صرف اپنی بالعمد اور فاحش غفلت کی بابت ذمہ دار ہونا چاہیئے - ایک مقدمہ میں یہ بحث کیگئی تھی کہ منتظم خاندان کی حیثیت بالغ اور نابالغ شرکا کے متعلق مختلف تسلیم کیا ہے - بالغ ارکان کے متعلق اوسکی حیثیت ایک کمیٹی کے صدر کی ہے جو کسی جائداد کا انتظام کرتی ہے اور کرتا شخص اوس کمیٹی کی طرف سے عمل کرتا ہے اور کرتا کا انتخاب کمیٹی کرتی ہے اور جب چاہے وہ اپنے

کرتا کو تبدیل کر سکتی ہے ۔ لیکن نابالغ ارکان کی اغراض کیلئے اوسکی حیثیت امینانہ ہے ۔ (ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۳۳) ۔ نابالغوں کے متعلق امینانہ حیثیت کارشتوں نے بھی ذکر کیا ہے لیکن صرف کرتا ہی نہیں بلکہ جملہ ارکان خاندان کی اونکے متعلق وہی حیثیت ہے ۔ لیکن اوسکا مفہوم صرف یہ ہے کہ بالغ ارکان کو یہ نہ چاہیئے کہ نابالغ ارکان کے حصص تلف کریں یا اونکے متعلق تصرف بیجا کا ارتکاب کریں ۔ پریوی کونسل نے منتظم خاندان کی حیثیت کا تعین ان الفاظ میں کیا ہے :-

"ایسا شخص ارکان خاندان کے کارندہ کی حیثیت نہیں رکھتا تا کہ ارکان خاندان اوسکے مقابلہ میں بحیثیت اصل مالکان کے دعویٰ کر سکیں ۔ ایسے اشخاص کا تعلق اصل مالک اور کارندہ یا شرکاء کا نہیں ہے ۔ وہ زیادہ تر امین اور ہوشن لے کے مشابہ ہے" ۔ (انڈین اپیل جلد ۳۰ صفحہ ۲۰۲) اس رائے کے مدنظر بالغ اور نابالغ ارکان میں اون حقوق کے متعلق جو اونکو منتظم خاندان کے مقابلہ میں حاصل ہیں کوئی امتیاز نہیں کیا جا سکتا سوا اسکے کہ جہانتک نابالغ ارکان کا تعلق ہے اوسپر کفایت شعاری سے کام لینے کی ضرورت ہے اور جب نابالغ ارکان بالغ ہونے کے بعد تقسیم کا دعویٰ کریں تو عمداً تلف اوسکو اتلاف یا فضول خرچی ثابت ہونے پر ذمہ دار قرار دینگے ۔

منتظم کی حیثیت

(۶۰) مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ (انڈین اپیل جلد ۳۰ صفحہ ۲۲۰ مذکورہ صدر میں جو اصول قرار دیا گیا ہے وہ ہندو خاندان تابع متاکشرا سے متعلق نہیں ہے ۔ (مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۱ ۔ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۶۳ ۔ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۴۹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ ۔ مدراس جلد ۷ صفحہ ۵۹۴) لیکن اس معاملہ میں ہندو خاندان مشترکہ تابع دائے بھاگ اور تابع متاکشرا میں بطور مناسب کوئی امتیاز نہیں کیا جا سکتا ۔ بنگال میں ہندو خاندان مشترکہ تابع متاکشرا کے منتظم کی حیثیت کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ اوسکی حیثیت کارندہ یا امین کی نہیں ہے اور اوسپر بحث کرنا لازمی نہیں ہے ۔ جب تقسیم کے وقت حسابات

لیئے جائیں تو تحقیقات صرف اس امر کے متعلق ہونی چاہیئے کہ خاندان کے قبضہ میں کسقدر سرمایہ ہے اور منتظم خاندان اون کارروائیوں کا جوابدہ نہیں ہوسکتا جو سابق میں کیجا چکی ہوں۔ (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۹)۔

نابالغ ارکان کی حیثیت

(۹۱) یہ قرار دیا گیا ہے کہ نابالغ ارکان کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ انتظام کے متعلق رضامند ہوئے اور اونہیں بالغ ہونے کے بعد یہ حق حاصل ہے کہ منتظم خاندان کو نہ صرف اون افعال کی بابت ذمہ دار قرار دیں جو فریب کی حد تک پہونچے ہوں بلکہ اوس صورت میں بھی جبکہ انتظام سے غفلت فاحش ظاہر ہوتی ہو یا وہ اونکے حقوق کے مضر ہو۔ (بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۲)۔

نابالغ ارکان کی حالت بالغ ارکان سے بہتر نہیں ہوسکتی جب منتظم نے اپنے فرائض انجام دیئے ہوں۔ اور یہ باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اونکے حصص جائز خاندانی اخراجات کے بار سے بری ہوسکتے ہیں۔ وگیانیشور نے بالصراحت قرار دیا ہے کہ نابالغ ارکان منتظم کے افعال کے پابند ہوسکتے ہیں۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ منتظم کو علیحدہ کیئے جانے کیلیئے مقدمہ رجوع نہیں ہوسکتا صرف تقسیم کرانے کا چارہ کار حاصل ہے۔

منتظم پر حساب دینے کی ذمہ داری

(۹۲) اس امر کے متعلق شبہ رہا ہے کہ آیا منتظم خاندان مشترکہ پر حساب دینے کی ذمہ داری ہے۔ لیکن اب قطعی طور پر طے ہوچکا ہے کہ اوسپر بنگال مکتب کی رو سے بالغ اور نیز نابالغ ارکان کے متعلق ایسی ذمہ داری ہے۔ بمقدمہ اچھے چند (ویکلی رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۷۵) جسٹس دوارکاناتھ متر مرحوم نے منتظم کی ذمہ داری کے متعلق فرمایا ہے کہ "اوسپر یقیناً اس امر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ارکان خاندان کو اونکے حصہ کی وہ رقم واپس دے جسکے متعلق اوسنے تصرف بیجا کا ارتکاب کیا ہے یا جو اوسنے ایسے کاموں میں صرف کی ہے جن سے خاندان مشترکہ کو کوئی تعلق نہ تھا۔ ہندو خاندان مشترکہ کا کوئی رکن دوسرے شرکاء کے مقابلہ میں اسوجہ سے ذمہ دار نہیں ہوسکتا ہے کہ اوسکے

متعلقین کی تعداد زیادہ تھی اور اونھوں نے زیادہ سامان صرف کیا ہے یا ایک رکن کے اخراجات دوسرے ارکان کے مقابلہ میں زیادہ تھے۔ کیونکہ ایسے جملہ اخراجات صحیح طور پر خاندان کے اخراجات تصور کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک رکن کے دوسرے رکن کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ ہوں جنکی شادی کی رسم انجام پانے کی ہے۔ جب تک خاندان اشتراک کی حالت میں رہے ایسی ہر لڑکی کی شادی موزوں دولہ کے ساتھ کرنا جملہ خاندان پر لازم ہے اور ایسی شادی میں جو اخراجات عائد ہوں اونکی ذمہ داری لازمی طور پر جملہ ارکان خاندان پر ہوگی اور یہ امر قابل لحاظ نہ ہوگا کہ اونکو خاندان کی جائداد میں کسقدر حق حاصل ہے۔

گو منتظم پر حساب دینے کی ذمہ داری ہے لیکن حساب اس بناء پر لیا جانا چاہیئے کہ کیا فی الواقع صرف کیا جا چکا ہے اور کیا باقی ہے اور اس بناء پر نہیں کہ مناسب کفایت اور احتیاط سے عمل کرنے کی صورت میں کسقدر خرچ کیا جاتا جیسا کہ امین سے لیا جاتا ہے۔ (بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۰۔ کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۹)۔ پریوی کونسل نے قرار دیا ہے کہ بھائی کی بیوہ اوس زمانہ کی بابت بھی حساب طلب کر سکتی ہے جب اوسکا شوہر زندہ تھا لیکن ایسی حساب فہمی اس غرض سے نہیں ہو سکتی کہ اون مختلف مدات پر اعتراض کیا جائے جو منتظم خرچ کر چکا ہے۔ ایسی حساب فہمی صرف اس غرض سے ہو سکتی ہے کہ وہ اثبات یا رقم مجتمع کے کسقدر حصہ کے پانے کی مستحق ہے۔ (انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۱)۔

متاکشرا کی رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ منتظم خاندان کے مقابلہ میں جب تقسیم کا دعوی ہو تو اوس پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ کلما بقہ اخراجات کا حساب دے یا ایسے اخراجات کو جائز ثابت کرے۔ (مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۱۲۱۔ بمبئی جلد ۲۸ صفحہ ۲۰۱۔ مدراس جلد ۷ صفحہ ۵۶۴)۔ لیکن غالباً فریب اور تصرف بیجا یا فاش بے احتیاطی سے تلف کرنیکی صورت میں ایسی ذمہ داری ہو (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۵)۔

نابالغوں کی ولایت کا صداقتنامہ۔

(۶۳) یہ قرار دیا گیا ہے کہ خاندان تابع متاکشرا میں نابالغ ارکان کا حصہ بھی اوسیطرح غیر معین ہوتا ہے جسطرح بالغ ارکان کا ہوتا ہے اور اسلیئے اوسپر نگرانی یا اوسکا علحدہ انتظام ممکن نہیں ہے اور نہ اوسکے متعلق صداقتنامہ ولایت عطا کیا جاسکتا ہے (دیکھی رپورٹر جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۳ - بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۹۵ - کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۳ - الہ آباد جلد ۲۵ صفحہ ۴۰۷) - یہ قاعدہ الہ ستان خاندان سے بھی متعلق ہے - (مدراس لا ٹائمس جلد ۴ صفحہ ۴۶۲) لیکن یہ قاعدہ اوس صورت میں متعلق نہیں ہوتا جب خاندان مشترکہ کے جملہ ارکان نابالغ ہوں اور ایسے خاندان کیلئے اوسوقت تک ولی مقرر کیا جاسکتا ہے جب تک ارکان خاندان میں سے کوئی رکن بالغ ہو۔ (بمبئی جلد ۳۲ صفحہ ۲۵۹ بمبئی لا رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۹۰۴) -

صداقتنامہ وراثت

(۶۴) خاندان مشترکہ تابع متاکشرا میں باقاعدہ ارکان خاندان مشترکہ کو خاندان کا واجب الادا قرضہ وصول کرنے کیلئے قانوناً صداقتنامہ وراثت کی رو سے صداقتنامہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے - (بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۸ - کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۱۲ - کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱ صفحہ ۳۲) یہ قاعدہ ناقابل تقسیم جائداد سے بھی متعلق ہے - (کلکتہ جلد ۳۲ صفحہ ۱۰۳)

صداقتنامہ اہتمام ترکہ

(۶۵) مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ جب کوئی رکن خاندان کسی متوفی رکن خاندان کا حق پسماندگی کے قاعدہ سے حاصل کرے تو اوسے صداقتنامہ اہتمام ترکہ عطا کیا جاسکتا ہے اور ایسے صداقتنامہ پر متوفی کی جائداد کی قیمت کے لحاظ سے رسوم ادا کرنی ہوگی - (مدراس جلد ۳۳ صفحہ ۹۳) کلکتہ اور بمبئی میں کل جائداد اوائی رسوم سے مستثنی قرار دی گئی ہے - (کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۸۰ - بمبئی جلد ۲۹ صفحہ ۱۶۱) -

(۶۶) مقدمہ سوہری بی بی (کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۵۳۹) قرار دیا گیا ہے

نابالغ ارکان خاندان کے حق میں راہن

کہ نابالغ کے حق میں جو رہن تکمیل کیا جائے وہ کالعدم ہے لیکن الہ آباد ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ نابالغ رکن خاندان مشترک کے حق میں جو رہن تکمیل کیا جائے وہ کالعدم نہیں ہے۔ (الہ آباد جلد ۳۰ صفحہ ۹۲)۔

(۹۷) رشیوں کے قول کے موافق بھائی جو شریک ہوں وہ قانون کی نظر میں

شرکاء خاندان مشترک کا حق مقدمہ رجوع کرنے اور اونکے مقابلہ میں مقدمہ رجوع کئے جانے کے متعلق

ایک شخص ہیں۔ یہ اصول خاندان تابع متاکشرا سے متعلق ہے نہ کہ خاندان تابع دائے بھاگ سے شریک خاندان مشترکہ تابع دائے بھاگ اپنے حصہ جائداد کے متعلق تنہا مقدمہ رجوع کرسکتا ہے اور اوسکے مقابلہ میں مقدمہ رجوع کیا جاسکتا ہے۔ شریک خاندان مشترک تابع متاکشرا کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسے شرکا کی حالت شرکائے تابع دائے بھاگ سے مختلف ہے۔ اور اپنے حصہ جائداد مشترکہ کے متعلق بھی نہ وہ خود دعوی کرسکتا ہے اور نہ اوسکے مقابلہ میں دعوی کیا جاسکتا ہے (ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۳۔ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸۔ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۔ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۷۔ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۴۔ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۸۹)۔

جب منتظم خاندان نے کوئی جائداد مشترکہ کسی شخص کو کرایہ یا لگان سے دیہی ہو تو وہ تنہا اوسکے مقابلہ میں قبضہ کا دعوی کرسکتا ہے۔ (مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۴۳) منتظم خاندان منتظم کی حیثیت سے ہمیشہ دعوی کرسکتا ہے لیکن مدعا علیہم کو اس امر پر اصرار کرنے کا حق حاصل ہے کہ دوسرے شرکائے خاندان بھی فریق بنائے جائیں۔ (بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲)۔

کسی شخص ثالث کے مقابلہ میں ایک شریک خاندان کی جانب سے جائداد مشترکہ کے متعلق دعوی نہیں چل سکتا ہے گو اوس رکن یا منتظم خاندان نے اوس شخص ثالث کو اوس جائداد کا قبضہ دیا ہو۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۶۔ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۳۲۳)۔ یہ قرار دیا گیا ہے کہ

منتظم خاندان یا وہ شریک جسکے نام جائداد کا داخل خارج ہوا ہو یا کوئی اور شریک مداخلت بیجا کنندہ کے مقابلہ میں جائداد کے قبضہ کا دعوی خاندان کی جانب سے کرسکتا ہے ۔ (کلکتہ جلد ٧ صفحہ ٣١٤ ۔ مدراس جلد ١ صفحہ ١٢٢ ۔ مدراس جلد ٦ صفحہ ٢٧)۔ شریک خاندان اوسوقت بھی تنہا دعوی کرسکتا ہے جب اوسکو کوئی ایسا خاص نقصان پہونچا ہو جو دوسرے ارکان پر موثر نہو ۔ (ویکلی رپورٹر جلد ٩ صفحہ ٢٧٩ ۔ ویکلی رپورٹر جلد ٢٣ صفحہ ١٨٦) ۔ لیکن اگر دعوی خاندان کی جانب سے رجوع نہ کیا گیا ہو تو شریک خاندان جائداد مشترکہ میں صرف اپنا حصہ پا سکتا ہے (کلکتہ لا جرنل جلد ٩ صفحہ ٦٢٩ ۔ انڈین کیسز جلد ١٢ صفحہ ٦٧ ۔ مدراس جلد ٢٠ صفحہ ٤٦١)۔ وہ رکن خاندان مشترکہ جسکے نام کوئی تمسک ہو یا جسکے نام کسی اقرار نامہ کی تکمیل ہوئی ہو صرف تنہا دعوی کرسکتا ہے ۔ اگر ایسی دستاویز کی رقم کسی دوسرے رکن خاندان کو ادا کیجائے تو ایسی ادائی تسلیم نہ کیجائیگی ۔ (مدراس لا رپورٹر جلد ٩ صفحہ ١٣١ ۔ الہ آباد جلد ٣٢ صفحہ ١٨٣

بالخصوص جب ایسی ادائی فریبانہ اغراض کیلئے کیگئی ہو ۔ (انڈین کیسز جلد ١٠ صفحہ ٤٧٤ ۔ کلکتہ لا جرنل جلد ١٣ صفحہ ٣) ۔

یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب معاہدہ کسی ایک شریک خاندان مشترکہ کے نام منعقد ہوا ہو تو وہ تنہا اوسکی بناء پر دعوی کرسکتا ہے اور جب شرکاء کے مابین تفہیم حساب کاروبار شراکتی کا دعوی ہو تو صرف وہ اشخاص ضروری فریق ہیں جنکے اسماء کاروبار شراکتی میں شریک ہوں (انڈین کیسز جلد ٧ صفحہ ٤٨٥) بمبئی میں قرار دیا گیا ہے کہ خاندان مشترکہ کے کسی رکن کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی ذاتی حیثیت سے اوس قرضہ کے دلا پانے کا دعوی کرے جو خاندان کو واجب الادا ہو (بمبئی لا رپورٹر جلد ٢ صفحہ ١٢١) ۔

منتظم خاندان کا حق دعوی کرنے اور دعوی کیے جانے کے متعلق

(٦٨) مدراس اور بمبئی میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ عام طور پر منتظم خاندان کو یہ حق نہیں ہے کہ تنہا خاندان کی جانب سے دعوی کرے یا اوسکے مقابلہ میں دعوی کیا جاسکے ۔ (مدراس جلد ٢٣ صفحہ ١٩٠ ۔ مدراس جلد ١٨ صفحہ ٣٣ ۔

مدراس جلد ۳۲ صفحہ ۲۰۴ ۔ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۱ ۔ بمبئی جلد ۳۰ صفحہ ۳۷۷) ۔ الہ آباد میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ منتظم خاندان ایسے قرضہ کے دلاپانے کیلئے دعویٰ نہیں کرسکتا جو خاندان کو واجب الادا ہو جب تک وہ دوسرے ارکان خاندان کو بحیثیت مدعی یا مدعی علیہ شریک نہ کرے ۔

(الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۱۱۳ ۔ الہ آباد جلد ۳۴ صفحہ ۵۲۴ ۔ الہ آباد ویکلی نوٹس بابت ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۸۲ ۔) لیکن الہ آباد جلد ۲۶ صفحہ ۵۲۰ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر عذر مناسب موقع پر نہ کیا جائے تو دعویٰ بے ضابطہ نہ ہوگا ۔

زمانہ حال کے مقدمات میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ منتظم خاندان کے مقابلہ میں تنہا دعویٰ کیا جاسکتا ہے ۔ (انڈین کیسز جلد ۷ صفحہ ۹۰۲ ۔ بمبئی جلد ۳۴ صفحہ ۳۵۵ ۔ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۶۷ ۔ انڈین کیسز جلد ۱۰ صفحہ ۸۷۴) ۔

پریوی کونسل نے (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۱ ۔ الہ آباد جلد ۳۳ صفحہ ۲۷۲) قطعی تصفیہ کردیا ہے کہ ”ہندو خاندان مشترکہ کے منتظم کے اختیارات کے متعلق ہندوستان کی عدالتوں میں اختلاف آرا رہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر خاندان مشترکہ کی اغراض کیلئے کوئی کاروبار مثل لین دین کے کرنا ضروری ہو تو منتظم خاندان کو بطور مناسب یہ اختیار دیا جاسکتا ہے کہ وہ معاہدا کرے ۔ رسیدات دے ۔ دعاوی میں مصالحت کرے یا اونکو بیباق کرے ۔ ایسے کاروبار میں اس قسم کے کام معمولاً انجام دینے ضروری ہوتے ہیں ۔ اس قسم کے عام اختیار کے بغیر کاروبار کا چلانا دشوار ہوگا ۔“ اونھوں نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ منتظم خاندان کو اپنے نام سے صرف معاہدات منعقد کرنے ہی کا اختیا حاصل نہیں ہے بلکہ وہ ان معاہدات کی بناء پر دعویٰ رجوع کرسکتے ہیں اور اونپر دعویٰ کیا جاسکتا ہے ۔ پریوی کونسل نے اوس اصول کو بھی پسند کیا جو مقدمہ اروناچالا پلے (مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۲۷) قرار دیا گیا تھا یعنی یہ کہ ”جب منتظم خاندان مشترکہ اوس حیثیت سے دعویٰ رجوع کرے تو وہ ایسے حق کے دلانے کی استدعا کرسکتا ہے جسکا خاندان مستحق ہو اور دوسرے ارکان خاندان کو فریق بنانا اوسکے لئے ضروری نہیں ہے ۔“ اس مقدمہ میں یہ بھی

قرار دیا گیا ہے کہ جب دوسرے ارکان خاندان مشترکہ میعاد گزر جانے کے بعد فریق بنائے جائیں تو دعوی میں قانون میعاد سماعت کی دفعہ ۲۲ کے احکام کے لحاظ سے تماوی عارض ہو گی۔ میعاد کے متعلق سابقہ مقدمات میں اسکے خلاف رائے قائم کی گئی تھی۔ (کلکتہ جلد ٦ صفحہ ۵۱۸۔ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۲۔ مدراس لاجرنل جلد ۸ صفحہ ۲۰۵)۔

کلکتہ ہائیکورٹ نے (انڈین کیسز جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۰) قرار دیا ہے کہ ہندو خاندان مشترکہ تابع متاکشرا میں کرتا بغیر دوسرے ارکان خاندان کو شریک کئے ہوئے تنہا ایسے رہن کی بناء پر دعوی نہیں کر سکتا جو اوسکے نام تکمیل کیا گیا ہو کیونکہ ایسا دعوی مجموعہ ضابطہ دیوانی آرڈر ۳۴ قاعدہ (۷) کے منشاء کے مغائر ہوگا۔ پریوی کونسل کا فیصلہ متذکرہ صدر اوسکے روبرو پیش نہیں کیا گیا اور نہ اوس پر اونھوں نے غور کیا۔ حال ہی میں پریوی کونسل نے پھر قرار دیا ہے کہ منتظم خاندان تنہا دعوی کر سکتا ہے اور اوسکے مقابلہ میں دعوی کیا جا سکتا ہے اور ایسے مقدمہ میں جو ڈگری صادر ہو وہ قابل پابندی ہے۔ (الہ آباد جلد ۳٦ صفحہ ۳۸۳۔ انڈین کیسز جلد ۲۵ صفحہ ۹۴۸)۔ ایسی صورت میں قانون انتقال جائداد کی دفعہ ۸۵ اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر ۳۴ قاعدہ (۷) کی در اصل تعمیل ہو جاتی ہے اور یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ پلیڈنگس میں یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے کہ منتظم خاندان پر اوس حیثیت سے دعوی کیا گیا ہے۔ (الہ آباد لاجرنل جلد ۹ صفحہ ۴۴۸۔ الہ آباد جلد ۳۴ صفحہ ۵۴۹)۔

منتظم خاندان کے حق میں یا اوسکے خلاف جو ڈگری ہو وہ دوسرے ارکان پر قابل پابندی ہے یا نہیں

(٦۹) اس مسئلہ کے متعلق بھی اختلاف آراء ہے کہ کرتا نے جو مقدمہ رجوع کیا ہو یا جو مقدمہ اوسکے مقابلہ میں رجوع کیا گیا ہو اوسکا فیصلہ دوسرے ارکان خاندان مشترکہ پر قابل پابندی ہے یا نہیں۔ سر ریمونڈ وسٹ نے (بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴٦۷) اس بارے میں حسب ذیل صحیح اصول قرار دیا ہے:-

"یہ اصول عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ منتظم کے افعال

ہندو خاندان بہ قابل پابندی ہوتے ہیں جبکہ وہ ایمانداری کے ساتھ خاندان
کے فائدہ کیلئے کئے جائیں یا جبکہ اونکے متعلق بطور مناسب یہ تصور کیا جاسکے
کہ وہ اوس نوعیت کے ہیں۔ ہندو خاندان کے ایک رکن کا نام کل خاندان
کی طرف سے سرکاری رجسٹر میں بطور مالک درج کیا جاسکتا ہے (مورز
انڈین اپیل جلد ۱ صفحہ ۵۳)۔ اس سے اونکے آپس کے حقوق پر اثر
نہ پڑیگا۔ (مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۹۔ مورز انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۲۴۵)
جب کسی شخص نے منتظم خاندان سے پٹہ لیا ہو تو اوسپر منتظم کو کرایہ یا لگان دینے
کی ذمہ داری ہے (مطبوعہ فیصلہ جات بمبئی ہائیکورٹ بابت ۱۸۶۴ء صفحہ ۱۱)
جب کوئی شخص منتظم خاندان سے پٹہ لے تو وہ دوسرے ارکان خاندان کے
مقابلہ میں اپنا قبضہ قائم رکھ سکیگا۔ جب قانون نشان (۱) ۱۸۴۵ء کی روسے
منتظم خاندان نے اپنے نام سے جائداد خریدی تو دوسرے ارکان خاندان
مشترکہ نے اوس جائداد میں اپنے حقوق نافذ کرائے گو قانون مذکور کی دفعہ ۲
میں یہ حکم تھا کہ کوئی خریدار اس بنا پر بیدخل نہ کیا جاسکیگا کہ اوسنے جائداد
کسی دوسرے شخص کیلئے خریدی ہے۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۹)۔
ہندو خاندان مشترکہ دراصل ایک جماعت متحدہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے
اغراض لازمی طور پر منتظم کے ساتھ وابستہ ہیں اور منتظم چونکہ خاندان کا اعلیٰ
رکن ہے اسلیئے وہ اوس صورت میں بھی خاندان کی مشترک اغراض کا قائم
مقام ہے جبکہ وہ کوئی ایسی کارروائی تنہا اپنے نام سے کر رہا ہو جس سے
خاندان کی اغراض پر اثر پڑسکتا ہے۔ چونکہ اغراض کا اتحاد اور اشتراک
بطور کلیہ کے ہے اسلیئے قیاس یہ ہے کہ منتظم نے خاندان کی طرف سے عمل کیا
بجز اسکے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ اوسنے صرف اپنے لیئے عمل کیا اور یہ ظاہر
کیا کہ وہ تنہا اپنے لئے عمل کر رہا ہے۔ یہی صورت اوسوقت بھی ہوتی ہے
جب وہ دوسری کارروائیوں کے متعلق مقدمہ بازی کر رہا ہو۔ جب کوئی ہندو
بحیثیت منتظم مقدمہ رجوع کرتا تھا یا اوسکے خلاف مقدمہ رجوع کیا جاتا تھا تو
سابق میں یہ عذر آمدنہ تھا کہ اسکی صراحت کیجائے کہ وہ اپنی اور نیز خاندان کے

دیگر ارکان کی جانب سے مقدمہ رجوع کر رہا ہے یا اوسکے خلاف مقدمہ رجوع کیا گیا ہے۔ اونکے حقوق کا اتحاد ایسا تھا کہ یہ فرض کر لیا جاتا تھا کہ اسطرح سے عمل کیا جا رہا ہے۔ اس عملدرآمد کو متعدد مقدمات میں تسلیم کیا گیا ہے اور اوسپر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا ہے (مورز انڈین اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۶۔ مطبوعہ فیصلہ جات بمبئی ہائیکورٹ بابت ۱۸۷۴ء صفحہ ۱۴۱۔ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۵)۔ یہ مقدمات اس اصول پر طے ہوئے ہیں کہ ہندو خاندان کے ارکان اور اوس شخص کے جو مقدمہ چلا رہا ہو اغراض متحد ہیں۔

"جب ارجاع مقدمہ کے وقت دوسرے ارکان نابالغ ہوں تو اونکو فریب سے محفوظ رکھنے کیلئے عدالتوں کو زیادہ احتیاط سے نظر ڈالنی چاہئے لیکن اس مقدمہ میں فریب کا ادعا نہیں کیا گیا ہے۔ اسمیں شبہ نہیں ہے کہ وسرام نے انفکاک کا دعوی نیک نیتی سے کیا۔ اوسکے ذاتی حقوق اوسکے نابالغ بھائی کیے ساتھ ہی تھے۔ اسکے خاندان کے قائم مقام کی حیثیت کسی تحریری کارروائی کی وجہ سے زائل نہیں ہوئی ہے۔ اور ۱۸۵۶ء میں جو عملدرآمد تھا اوسکے مد نظر بعض اسوجہ سے کہ موجودہ مدعی کا نام بحیثیت فریق شریک نہیں کیا گیا تھا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اوس مقدمہ کے نتیجہ کا پابند نہیں ہے جسمیں وہ عملی طور پر بذریعہ وسرام شریک تھا۔ بحالت موجودہ وسرام کو اپنے نابالغ بھائی کا نام ظاہر کرنا پڑیگا لیکن ۱۸۵۹ء کا قانون اس بارہ میں ایسا سخت نہ تھا"

گو اس فیصلہ کی صحت کے متعلق شبہ ظاہر کیا گیا ہے (بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۱) لیکن اسمیں شبہ نہیں ہے کہ وہ دھرم شاستر کے اون احکام کے موافق ہے جو رشیوں نے قرار دیئے ہیں۔ ایک وقت یہ خیال کیا گیا تھا کہ جو ڈگری منتظم کے خلاف صادر ہو وہ دوسرے ارکان پر قابل پابندی نہیں ہے (مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۲۵۔ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۳۔ الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۱) لیکن تجارتی دوکانوں کے متعلق پریوی کونسل نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ خاندان پر قابل پابندی ہے۔ (کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۰)۔ مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ باپ کے خلاف جو فیصلہ ہوا ہو وہ بیٹوں پر قابل پابندی ہے جبکہ باپ نے متعلق اوس مقدمہ کے

حالات کے لحاظ سے یہ کہا جا سکے کہ وہ اس کارروائی میں بیٹوں کا قائم مقام تھا۔ (انڈین کیسز جلد ۲ صفحہ ۵۹۶ - مدراس جلد ۳ صفحہ ۴۲۴ - مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۶۱)۔

پریوی کونسل کے فیصلہ مستذکرہ صدر میں قطعی طور پر طے ہو چکا ہے کہ جب منتظم خاندان اوس حیثیت سے دعویٰ کرے یا اوسکے مقابلہ میں دعویٰ کیا جائے تو وہ خاندان کے قائم مقام کی حیثیت رکھتا ہے اور جو فیصلہ بطور مناسب اوسکے مقابلہ میں حاصل کیا گیا ہو وہ جملہ خاندان پر قابل پابندی ہے۔

بعض مقدمات میں عدالتوں نے یہ قرار دیا ہے کہ جو ڈگری باپ کے مقابلہ میں حاصل کیجائے وہ کسی صورت میں بھی بیٹوں پر قابل پابندی نہ ہوگی۔ (الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۱ - الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۱ - انڈین کیسز جلد ۷ صفحہ ۲۷)۔ لیکن مقدمات مابعد میں قانون رشیوں کے اقوال کے موافق قرار دیا گیا ہے اور یہ طے کیا گیا ہے کہ ایسی ڈگری بیٹوں پر قابل پابندی ہے اگر کسی مقدمہ کے خاص واقعات کے لحاظ سے یہ قرار دیا گیا ہو کہ باپ بیٹوں کا قائم مقام تھا۔ (انڈین کیسز جلد ۲ صفحہ ۵۹۶ - مدراس جلد ۳ صفحہ ۴۲۴ - مدراس جلد ۲ صفحہ ۴۶۱)۔ اس استثناء کا سمجھنا دشوار ہے۔ جب باپ کے مقابلہ میں کوئی فیصلہ بطور مناسب ہوا ہو تو وہ بیٹوں پر قابل پابندی ہونا چاہیئے۔

الہ آباد میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب بیٹا فریق نہ بنایا گیا ہو تو جو ڈگری باپ کے مقابلہ میں موروثی جائداد کے متعلق حاصل کیجائے وہ بیٹے کے مقابلہ میں امر فیصل شدہ نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ باپ کے ذریعہ سے دعویدار نہیں ہے۔ (الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ - الہ آباد ویکلی نوٹس بابت ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۱)۔ یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ جب باپ نے ایک معین مدت کے اندر انفکاک کی ڈگری حاصل کی ہو تو بیٹا اوس ڈگری سے قطع نظر کر کے انفکاک کیلئے دوسرا دعویٰ رجوع کر سکتا ہے۔ (الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۱) اودھ میں قرار دیا گیا ہے کہ جائداد کے انتقال کی تنسیخ کیلئے پوتا بھی جدید دعویٰ کر سکتا ہے جبکہ اوسکا باپ زرِ ثمن ادا کرنے پر تنسیخ کی ڈگری حاصل کر چکا ہو۔ (انڈین کیسز جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۱) یہ فیصلہ جات دھرم شاستر کے

اصلی احکام کے مغایر ہیں اور اونکا یہ نتیجہ ہے کہ باپ بطور مناسب بھی جائداد منتقل نہ کر سکے۔ اگر وہ صحیح ہیں تو موروثی جائداد کے متعلق کبھی کوئی قطعی فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا

منتظم کے خلاف ڈگری کی تعمیل میں حقوق منتقل ہوا سکی وسعت

(۷۰) اس سوال کا جواب کہ آیا ڈگری جو کرتا کے مقابلہ میں ہوئی ہو وہ دیگر ارکان خاندان پر قابل پابندی ہے یا نہیں کتب متاکشرا و دائے بھاگ دونوں کی رو سے اس امر پر منحصر نہیں ہے کہ دیگر ارکان خاندان فریق بنائے گئے تھے یا نہیں بلکہ اوس قرضہ کی نوعیت پر منحصر ہے یعنی آیا وہ خاندان کی ضرورتوں کے لئے لیا گیا تھا۔ یا نہیں (کلکتہ لا جرنل جلد ۱ صفحہ ۳۶۲۔ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۹۷۔ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۵۷۲۔ کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۹ صفحہ ۸۷۹۔ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۸۲) یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ جب نیلام اوس ڈگری کی تعمیل میں ہو جو منتظم خاندان کے خلاف صادر ہوئی ہو تو جملہ ارکان خاندان کے حقوق منتقل ہو جائینگے اگر دعویٰ منتظم کے مقابلہ میں خاندان کے قائم مقام کی حیثیت سے ایسے قرضہ کی بابت رجوع کیا گیا ہو جو خاندان کیلئے عائد کیا گیا ہو۔ (بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۵۹۷۔ کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۹ صفحہ ۸۷۹)۔ پر بھو یا سوامی خاندان مشترکہ کی جو حیثیت ہے اوسکے بنظر جب اوسکے مقابلہ میں کوئی ڈگری بطور مناسب حاصل کیجائے تو وہ کل خاندان پر قابل پابندی ہونی چاہئے۔ جب جائداد منتظم کے نام ہو اور اوسکے مقابلہ میں رہن کی ڈگری حاصل کیجائے تو ایسی ڈگری ایسے بالغ شریک اور اوسکے بیٹوں کے مقابلہ میں قابل پابندی ہوگی جو مقدمہ میں فریق نہ ہوں لیکن جو اوس مقدمہ کے منتظم کیجانب سے چلائے جانے پر صراحتاً یا منشاءً رضامند ہوئے ہوں۔ (انڈین کیسیز جلد ۷ صفحہ ۹۰۲۔ الہ آباد جلد ۳۶ صفحہ ۳۸۳۔ بمبئی جلد ۳۳ صفحہ ۳۵۴)۔

منتظم کا حق مصالحت یا سپرد ثالثی کرنے کے متعلق

(۷۱) منتظم خاندان کو گو وہ باپ کی حیثیت نہ رکھتا ہو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ خاندان کی جائداد کے متعلق کسی نزاع کو کسی شخص کے سپرد بحیثیت ثالث کرے بشرطیکہ ایسی سپردگی خاندان کے کے فائدہ کیلئے ہو۔ نابالغ ارکان بھی ایسی سپردگی اور فیصلہ ثالثی

پابند ہونگے۔ (بمبئی جلد ۲۷ صفحہ ۲۸۷۔ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۱۔ مدراس لا جرنل جلد ۹ صفحہ ۳۴۳۔)

منتظم کا حق قرضہ تسلیم کرنے کے متعلق

(۴۲) منتظم خاندان کو قرضہ تسلیم کرنے کے متعلق وہی اختیارات حاصل ہیں جو قرضہ عائد کرنے کے متعلق ہیں۔ (الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۲۲۔ کلکتہ لا جرنل جلد ۴ صفحہ ۴۸۴۔ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۱۲)۔ مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ منتظم کی جانب سے اقرار صحت قرضہ صرف میعاد کی توسیع کرنے کیلئے کار آمد ہوسکتا ہے۔ (مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۶۹۔ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۹۸۔ بنگال لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۱۔ انڈین کیسز جلد ۲۰ صفحہ ۵۹۰) لیکن منتظم خاندان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بغیر خاص اجازت کے سوائے اپنے بیٹوں کے دوسرے ارکان خاندان کے مقابلہ میں ایسے قرضہ کو تازہ کرے جس میں میعاد عارض ہوچکی ہو۔

منتظم کی جانب سے قرضہ کا بیباق کیا جانا اور میعاد

(۴۳) منتظم خاندان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قانون میعاد سماعت کی دفعہ ۲۰ کے معنی میں قرضہ بیباق کرے اور ایسی بیباقی نابالغ ارکان پر بھی قابل پابندی ہوگی اور میعاد جملہ ارکان کے مقابلہ میں اوس صورت میں بھی محسوب ہوگی جب دعوی واصلات کا ہو۔ (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۱۴ صفحہ ۵۱۸۔ کلکتہ لا جرنل جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۳۔ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۵۱۲۔ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۶۔ مدراس جلد ۲۵ صفحہ ۲۶۔ الہ آباد جلد ۳۴ صفحہ ۵۶۵۔)

ایک مقدمہ میں جو دائے بھاگ کی رو سے طے کیا گیا یہ قرار دیا گیا ہے کہ کرتا کی جانب سے جو بیباقی ہو اوسکا وہ اثر نہ ہوگا جو کرتا تابع متاکشرا کی بیباقی کا ہوتا ہے۔ (کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۰)

اون مختلف چارہ کاروں میں امتیاز کیا گیا ہے جو مشترک معاہدہ کی صورت میں اوسوقت ہوتے ہیں جبکہ ایک شریک معاہدہ کی بیباقی کافی ہوتی ہے اور اوس وقت جبکہ خلاف ورزی کنندگان کے مقابلہ میں نابالغوں کا حق

اس بناء پر زائل نہیں ہوتا ہے کہ بالغ ارکان نے وقت پر دعوی نہیں کیا ہے۔ اوس بیباقی میں جو کرتا تابع متاکشرا نے کی ہو اوس بیباقی سے امتیاز کرنا دشوار ہے جو کرتا تابع دائے بھاگ نے کی ہو۔

ایک شریک خاندان کی جانب سے اقرار صحت قرضہ کا اثر

(۴ ء) یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب ایک شریک خاندان نے مشترکہ قرضہ کے متعلق اقرار صحت قرضہ کیا ہو یا سود ادا کیا ہو تو اوس سے جملہ ارکان خاندان کے مقابلہ میں متاکشرا اور نیز دائے بھاگ کی رو سے میعاد کی توسیع ہو جاویگی۔ (کلکتہ لا جرنل جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۴ - کلکتہ جلد ۳۲ صفحہ ۱۰۷۷ - کلکتہ جلد ۳۴ صفحہ ۱۲۷۰ - مدراس لا جرنل جلد ۱۲ صفحہ ۶۱۰ - انڈین کیسز جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۰)

جب منتظم خاندان مشترکہ اپنی ذاتی ضمانت پر خاندان کیلیے قرضہ لے تو دیگر ارکان خاندان کے مقابلہ میں اوسکو حصہ رسدی پانے کا حق اوسوقت پیدا ہوتا ہے جب وہ رقم صرف کرے اور اوسکے دعوی میں میعاد اوس تاریخ سے شروع ہوتی ہے نہ کہ اوس تاریخ سے جب وہ قرضہ ادا کرے یا ضمانت سے برأت حاصل کرے۔ (کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۱ - کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۱۳ - ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۴)۔

یہ قاعدہ اوس فیصلہ کے خلاف ہے جو ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۴۰۳ میں ہوا ہے۔ یہ سمجھنا دشوار ہے کہ منتظم خاندان مشترکہ کے مقابلہ میں میعاد کس طرح شروع ہو سکتی ہے جب تک کہ جائداد کی تقسیم نہ ہوئی ہو اور اوسنے اپنے حصہ سے زیادہ ادا کیا ہو۔

منتظم اور شرکاء خاندان کے حقوق از رو دائے بھاگ

(۵ ء) سوائے اوس صورت کے جسکا اسکے قبل ذکر کیا جا چکا ہے دائے بھاگ مکتب کی رو سے منتظم خاندان کے اختیارات اور آپس میں جائداد کے استفادہ کے متعلق شرکاء خاندان کی حالت اوس سے مختلف نہیں ہے جو متاکشرا مکتب کی رو سے قرار دی گئی ہے۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۵۰)۔

ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۲۳۹) - لیکن شریک خاندان تابع دائے بھاگ جس وقت
چاہے اپنے آپکو علیحدہ تصور کرسکتا ہے اور تقسیم کرائے بغیر وہ دوسرے شرکا پر
دعویٰ کرسکتا ہے یا دوسرے شرکا اوسکے مقابلہ میں دعویٰ کرسکتے ہیں -
شرکا خاندان تابع دائے بھاگ کی حیثیت ایسے حصہ داروں کی ہے جنکے
حصص معین ہیں اور ہر شریک کے فوت ہونے کے بعد اوسکا حصہ اوسکے
ورثا کو پہنچتا ہے اور اون سے حصہ داروں کا معمولی قانون متعلق ہوتا ہے
(ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۳۴۸ - ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۹۹ - ویکلی رپورٹر
جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۲ - انڈین اپیل جلد ۷ صفحہ ۱۱۰) - ہر شریک خاندان تابع دائے بھاگ
کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی مرضی کے موافق اپنا حصہ بیع کرے - رہن رکھے
یا ہبہ دے اور وہ اپنے حصے کے متعلق غیر اشخاص کے مقابلہ میں دعویٰ
کرسکتا ہے اور غیر اشخاص اوسکے مقابلہ میں دعویٰ کرسکتے ہیں - (ویکلی رپورٹر
جلد ۸ صفحہ ۲۳۹ - ویکلی رپورٹر جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۲ - ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۶۴ -
ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۱۶۸ - ویکلی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۴۲۰) لیکن یہ قرار
دیا گیا ہے کہ منتظم خاندان کی تجارتی دوکان کیلئے جو قرضہ لے اوسکی ذمہ داری
دوسرے شرکا پر ہوگی - (کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۹۲) - کرتا تابع دائے بھاگ
کے متعلق یہ قیاس نہیں ہے کہ اوسکو دوسرے ارکان خاندان کی جانب سے
قرضہ لینے کی اجازت ہے اور جو قرضہ وہ لے اوسکے متعلق یہ قیاس نہیں ہے
کہ اوسنے دوسرے ارکان خاندان کیلئے لیا ہے - جب خاندان تابع متاکشرا
ہو تو باپ جو قرضہ لے اوسکے متعلق یہ قیاس ہوگا کہ وہ بیٹوں کیلئے لیا گیا ہے
لیکن دوسرے شرکا خاندان کے متعلق یہ قیاس نہ ہوگا - (کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۷
صفحہ ۲۵) - ان فیصلہ جات میں جو مسئلہ طے کیا گیا ہے وہ بار ثبوت کے
متعلق ہے لیکن جب یہ ثابت ہوجائے کہ قرضہ خاندان مشترکہ کی اغراض
کیلئے لیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ جملہ ارکان ذمہ دار نہ قرار
دیئے جائیں -

(۶۶) بعض صورتوں میں ایک شریک کی جانب سے خاندان مشترکہ

ایسے شریک کو رقم ادا کرنا جو منتظم خاندان نہ ہو یا اوسکی جانب سے برأت حاصل کرنا۔

قرضہ کی برأت جملہ شرکا خاندان پر قابل پابندی ہو سکتی ہے۔ بمبئی ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ جب قرضہ ایک رکن خاندان مشترکہ کے نام ہو اور مدیون وہ قرضہ دوسرے رکن خاندان کو ادا کردے تو اس سوال کا جواب کہ آیا ایسی ادائی سے برأت ہو جائیگی اون حالات پر منحصر ہوگا جنمیں ادائی عمل میں آئی ہو اور جب دو ارکان جائداد کا انتظام کرتے ہوں اور ایک سابقہ تمسک کی جو ایک رکن کے نام ہو ادائی جدید تمسک سے کیجائے جو دوسرے رکن کے نام تکمیل کیا گیا ہو تو دوسرے رکن نے سابقہ تمسک کی جو برأت دی ہو وہ پہلے رکن پر قابل پابندی ہوگی۔ (بمبئی جلد ۴۴ صفحہ ۱۲۱)۔

پنجاب میں قرار دیا گیا ہے کہ جب خاندان مشترکہ باپ اور بیٹوں پر مشتمل ہو تو جو رقم بیٹے کو دیجائے وہ خاندان پر قابل پابندی ہوگی۔ (انڈین کیسیز جلد ۱۰ صفحہ ۸۳۸)۔ اس مقدمہ میں یہ معلوم ہوا کہ قرضہ جات بعض اوقات باپ کو ادا کئے جاتے تھے اور بعض اوقات بیٹے کو۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہ قاعدہ کہ بیٹے کو ادائی صحیح ہو سکتی ہے سمرتیوں کے قاعدہ کے منافی ہے جنمیں قرار دیا گیا ہے کہ باپ کی موجودگی میں بیٹے کو کوئی خودمختارانہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔ دراصل اگر منتظم خاندان کے علم اور رضامندی کے بغیر ایک رکن خاندان کی برأت کو خاندان مشترکہ پر قابل پابندی قرار دیا جائے تو اوس سے پیچیدگیاں واقع ہونگی اور خاندان مشترکہ قائم نہ رہ سکیگا۔ ہندو مقننین کا یہ ہرگز منشا نہ تھا اور یہ قاعدہ ہندو خاندان کی ترکیب کے موافق نہیں ہے۔ ایک پرامیسری نوٹ کا نویسندہ ہندو خاندان مشترکہ کا رکن تھا جو منتظم خاندان کی حیثیت نہیں رکھتا تھا لیکن اوس رکن نے وہ رقم خاندان مشترکہ کے فائدہ کیلئے حاصل کی اور اوس قرضہ کے متعلق اوسکے چچا نے رضامندی ظاہر کی۔ مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا کہ چچا اور اوسکے بیٹے اوس نوٹ کی بابت ذمہ دار ہیں اور اوسپر دعوی ہو سکتا ہے۔

(مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۵۹۹)

پنجاب میں قرار دیا گیا ہے کہ جب تمسک چند ارکان خاندان کے نام ہو تو وہ اپنے نام سے دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جب معاہدہ منتظم خاندان سے ہوا ہو تو صرف وہ اوسکی بابت رسید عطا کر سکتا ہے اور جب تمسک صرف چند ارکان خاندان کے نام ہو اور مدیون کا یہ خیال ہو کہ معاہدہ جملہ ارکان خاندان سے ہوا ہے اور ادس کو اوس کے خلاف باور کرنے کی کوئی وجہ نہ ہو اور وہ ایک شخص سے دوسرے ارکان کو رقم ادا کر دے تو ایسی ادائی جملہ خاندان پر مؤثر ہو سکتی ہے۔ (انڈین کیسز جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۵)۔

جب کوئی رکن خاندان مشترکہ سے علیحدہ ہو چکا ہو تو اوسے اوس قرضہ کے وصول کرنے کا اختیار نہیں ہے جو خاندان کو واجب الادا ہو لیکن اگر وہ ایسا قرضہ وصول کرے تو دوسرے رکن کی جانب سے اپنے حصے کے بازیافت کے دعویٰ سے قانون میعاد سماعت کی دفعہ ۶۲ متعلق ہے نہ کہ دفعہ ۱۲۷ - بجز اسکے کہ ایسا رکن نابالغ اور ادس دوسرے رکن کے زیر ولایت ہو۔ (مدراس جلد ۳۲ صفحہ ۱۹۱ - مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۰۲)

خاندان مشترکہ کی شراکتی دوکان

(۶۷) خاندان مشترکہ کی شراکتی دوکان کی صورت میں شرکاء کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین محض قانون معاہدہ کے احکام کے لحاظ سے نہیں کیا جا سکتا بلکہ دھرم شاستر کے عام قواعد کے لحاظ سے کیا جانا چاہیے جنمیں خاندان مشترکہ کے شراکتی کاروبار کے متعلق احکام درج ہیں۔ (بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸)۔ خاندان مشترکہ کے شراکتی کاروبار میں شرکاء کو پیدا ہوتے ہی حق حاصل ہو سکتا ہے اور شرکاء میں چند نابالغ ہو سکتے ہیں اور کوئی ایک شریک اسطرح انتظام میں حصہ نہیں لے سکتا کہ وہ کل کارخانہ شراکتی کو اوسکا پابند کرے۔

کارخانۂ شراکتی کا قائم مقام صرف منتظم کارخانۂ شراکتی ہو سکتا ہے اور بعض اوقات جملہ بالغ ارکان شراکتی کو بالاشتراک عمل کرنا ہوتا ہے۔ (بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۵ - بمبئی جلد ۲۵ صفحہ ۲۰۶ - انڈین کیسز جلد ۱ صفحہ ۹۶۸)

یہ قرار دیا گیا ہے کہ منتظم کارخانہ شراکتی ہندو دھی پر عبارت ظہری لکھ سکتا ہے۔ (انڈین کیسیز جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۴۱)۔

ایک شریک کو دوسرے شریک کے مقابلہ میں دعویٰ کرنیکا حق

(۷۸) کوئی شریک خاندان تابع متاکشرا کسی دوسرے شریک کے مقابلہ میں دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اوسکو صرف یہ چارہ کار حاصل ہے کہ وہ تقسیم کا دعویٰ کرے۔ (ویکلی رپورٹر جلد ۴ صفحہ ۳۲ - مدراس جلد ۶ صفحہ ۹۰ - کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۶)۔ وہ اپنے حصّہ کے منافع کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ (انڈین کیسیز جلد ۳ صفحہ ۹)۔ لیکن جائداد مشترکہ کے اتلاف یا نامناسب عمل کو روکنے کیلئے دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ "دھرم شاستر کے احکام اوس صورت میں حکم امتناعی جاری کئے جانے کے مانع نہیں ہیں جب ایک رکن خاندان کو جائداد مشترکہ کے کسی جزو سے کسی دوسرے رکن نے بیدخل کر دیا ہو گو ایسی جائداد شراکتی دوکان ہی ہو"۔ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۹ - بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۴)۔ اگر ایک شریک خاندان دوسرے شرکار خاندان کے حصص کے رہن پر رقم دے تو انفکاک کا دعویٰ جملہ ارکان کی جانب سے ہونا چاہیئے۔ (مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۵)۔

سمرتیوں کے احکام کے لحاظ سے جب ایک رکن خاندان مشترکہ اپنا حصّہ کسی دوسرے رکن کے پاس رہن رکھے تو وہ تقسیم کا قطعی ثبوت ہے۔ لیکن اگر بغیر تقسیم کے اوسکی اجازت دیجائے تو یہ سمجھنا دشوار ہے کہ راہن کو اوسکے انفکاک کی کیوں اجازت نہ دیجائے

جب ایک شریک کے دعوے میں میعاد عارض ہو تو آیا دوسرے شرکا کے دعاوی میں بھی میعاد عارض ہوگی

(۷۹) اس مسئلہ کے متعلق اختلاف رائے ہے کہ جب کل خاندان مشترکہ کو بنائے دعویٰ حاصل ہو اور ایک رکن کے دعویٰ میں تمادی عارض ہو جائے تو جملہ خاندان کے مقابلہ میں تمادی عارض ہو جائیگی۔

جب دو بھائیوں کے حق میں جو متاکشرا کے تابع تھے ایک مشترک تمسک تھا تو کلکتہ ہائیکورٹ نے

سابقہ فیصلہ جات سے اختلاف کرکے یہ قرار دیا ہے کہ اگر دعویٰ میں ایک بھائی کے مقابلہ میں تمادی عارض ہو گئی ہو تو کل دعویٰ میں تمادی عارض سمجھی جائیگی۔ (کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۸۱۵)۔ اس مقدمہ میں جن سابقہ مقدمات سے اختلاف کیا گیا ہے وہ دائے بھاگ کے تابع تھے اور اونمیں یہ قرار دیا گیا تھا کہ جو رکن دعویٰ اندرون میعاد کرے اوسکو ڈگری دیجائیگی گو شریک معاہدہ کے مقابلہ میں میعاد عارض ہو۔ (کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۲۶)۔ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۸۱۵ میں جو قاعدہ قرار دیا گیا ہے اوسکو کلکتہ ہائیکورٹ نے مقدمہ مابعد میں پسند کیا۔ (کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷۹۱)۔ اس قاعدہ کو دوسرے ہائیکورٹوں نے بھی پسند کیا ہے (بمبئی جلد ۷ صفحہ ۲۱۷۔ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۵۲۴۔ مدراس جلد ۲۵ صفحہ ۳۵۔ پنجاب رکارڈز بابت ۱۹۰۶ء مقدمہ نمبر ۶۹)۔

کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۸۱۵ میں جو قاعدہ قرار دیا گیا ہے وہ ضبطی کے معاوضہ کے دعویٰ سے غیر متعلق قرار دیا گیا ہے کیونکہ ایسا دعویٰ ٹارٹ پر مبنی ہے۔ (کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۲۸۵)۔ وہ اصول مشترک رہن سے بھی متعلق نہیں ہے۔ (کلکتہ جلد ۳۳ صفحہ ۶۱۳۔ کلکتہ لاجرنل جلد ۵ صفحہ ۲۴۲۔) اگر منتظم خاندان بغیر دوسرے ارکان خاندان کو فریق بنائے ہوئے کرایہ کا دعویٰ کرے اور دوسرے ارکان میعاد گزرجانے کے بعد فریق بنائے جائیں تو کل دعویٰ تمادی کی بنا پر خارج کیا جائیگا۔ (کلکتہ لاجرنل جلد ۷ صفحہ ۲۵۱۔ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۱۔ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۔ الہ آباد جلد ۲۹ صفحہ ۳۱۱۔ بمبئی جلد ۲۸ صفحہ ۱۱۔) لیکن پریوی کونسل سے بمقدمہ کشن بنام ہر (الہ آباد جلد ۳۲ صفحہ ۲۷۲) جو فیصلہ ہوا ہے اوسکے مدنظر متذکرہ صدر فیصلہ جات منسوخ متصور ہونے چاہئیں۔

شیون کے قول کے موافق صحیح قانون وہی ہے جو حال میں پریوی کونسل نے قرار دیا ہے یعنی منتظم خاندان تنہا دعویٰ کرسکتا ہے یا اوسکے مقابلہ میں دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔ اگر اوسکا دعویٰ یا اوسکے مقابلہ میں دعویٰ اندرون میعاد ہو تو وہ چل سکتا ہے گو دوسرے ارکان میعاد گذرنے کے بعد

فرق بنائے گئے ہوں۔ جو دعوی شریک خاندان (جو منتظم خاندان نہ ہو) کی جانب سے یا اوسکے مقابلہ میں رجوع کیا جائے وہ خاندان کے دعوی کے طور پر نہیں چل سکتا اور محض اوس بنا پر خارج کئے جانے کے قابل ہے۔ اگر منتظم خاندان خاندان کے جائز حقوق نافذ نہ کرائے تو دوسرے شرکاء کو صرف یہ چارہ کار حاصل ہے کہ وہ تقسیم کرائیں اور منتظم خاندان کی فائش اور بالقصد غفلت کی بابت وہ اوسکے مقابلہ میں دعوی کرسکتے ہیں۔

(۸۰) متذکرہ صدر رائے کے مدنظر مسئلہ ناقابل لحاظ ہو جاتا ہے

میعاد جب ایک رکن نابالغ ہو۔

کہ جب ایک شریک نابالغ ہو تو قانون میعاد سماعت کی دفعہ ۷ کے لحاظ سے میعاد کل خاندان کے مقابلہ میں محسوب ہوگی جب تک وہ بالغ ہو جائے کیونکہ ایک رکن بغیر دوسرے رکن کی رضامندی کے جائز برائت نہیں دے سکتا۔ اوس اصول کے لحاظ سے منتظم خاندان ایسی برائت دے سکتا ہے جو جملہ خاندان کے مقابلہ میں موثر ہوگی (کلکتہ لا جرنل جلد ۶ صفحہ ۳۸۳ - الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۵۱۲ - مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۶ - الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۷۵ - مدراس جلد ۲۵ صفحہ ۲۶) - سوائے مدراس ہائیکورٹ کے جملہ ہائیکورٹوں نے یہ قرار دیا ہے کہ جب ایک شریک خاندان نابالغ ہو تو اوسکے بالغ ہونے پر کل ڈگری کی تعمیل ہوسکتی ہے گو دوسرے شرکاء کے مقابلہ میں میعاد عارض ہو چکی ہو - (کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۶۳ - کلکتہ لا جرنل جلد ۷ صفحہ ۳۰۸ - الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۹ - الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۳۳ - بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۸۳) - مدراس ہائیکورٹ کی رائے اسکے خلاف یہ ہے کہ کل ڈگری میں تمادی عارض ہوگی - (مدراس جلد ۲۵ صفحہ ۲۶ - مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۳۶ - مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۴۷۹) - مدراس ہائیکورٹ نے حال میں قرار دیا ہے کہ اگر منتظم خاندان دعوی کے تین سال قبل بالغ ہو گیا ہو تو دعوی میں کل خاندان کے مقابلہ میں شمول ارکان نابالغ تمادی عارض ہوگی - (انڈین کیسز جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷ - مدراس جلد ۳۰ صفحہ ۱۱۸) - کلکتہ کا قاعدہ غالباً اوس صورت میں متعلق ہوگا جب ہندو خاندان منقسم

کے ارکان مشترک ڈگریداراں ہوں۔ خاندان مشترکہ تابع وائے بھاگ کی صورت میں کسیقدر دقت ہے کیونکہ اونکی حیثیت ایسے مشترک مالکان کی ہے جنکے حصص معین ہیں اور ہر رکن کے حصہ کا مستحق اوسکا وارث ہوتا ہے۔ اونمیں سے ہر ایک اپنے حصہ جائداد کی بابت دعوی کرسکتا ہے اور اوسکے متعلق اوسپر دعوی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن وائے بھاگ کی رو سے بھی جبتک خاندان اشتراک کی حالت میں رہتا ہے صرف کرتا جائداد مشترکہ کے متعلق دعوی کرسکتا ہے یا اوس پر دعوی کیا جاسکتا ہے۔ یا جائز برأت دیسکتا ہے لیکن عدالتوں کے فیصلہ جات میں جملہ ارکان خاندان مشترکہ تابع وائے بھاگ کی حیثیت ایسے مشترک مالکان کی قرار دیگئی ہے جنکے حصص معین ہیں اور جنکے حصص کے مستحق اونکے فوت ہونیکے بعد اونکے ورثاء ہوتے ہیں اسلئے کلکتہ ہائیکورٹ کے فیصلہ جات اب بھی ہندو خاندان مشترکہ تابع وائے بھاگ سے متعلق ہوسکتے ہیں۔

بیدخلی کی صورت میں میعاد

(۸۱) پریوی کونسل نے قرار دیا ہے کہ شریک خاندان مشترکہ جو بیدخلی کے وقت نابالغ ہو وہ جملہ خاندان مشترکہ کے قبضہ کا دعوی غاصب کے مقابلہ میں رجوع کرسکتا ہے گو اوسکے باپ کے دعوی میں میعاد عارض ہو اور اوسکا دوسرا بھائی بیدخلی کے بعد پیدا ہوا ہو (کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۹۶۶)۔

جب خاندان کی جائداد کا انتظام بطور مناسب ہوا ہو تو وہ جملہ خاندان پر واجب التعمیل ہے۔ (انڈین کیسز جلد ۸۲ صفحہ ۵۰۵)۔

شرکاء خاندان کی جانب سے مقدمات

(۸۲) اسکے قبل یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ شرکاء خاندان مشترکہ تابع میتاکشرا اصلی احکام کے لحاظ سے دوسرے شرکاء خاندان یا شخص ثالث کے مقابلہ میں بیدخلی کی صورت میں دعوی نہیں کرسکتے ہیں۔ لیکن حال کے چند مقدمات میں قرار دیا گیا ہے کہ ارکان خاندان ایسے غاصب کے مقابلہ میں قبضہ کا دعوی کرسکتے ہیں جسکو منتظم خاندان نے قبضہ دیا ہو۔ (بمبئی جلد ۴۶ صفحہ ۱۳۱)۔

کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۹۶۶ -) ایسی صورت میں کل جائداد کا دعویٰ کرنا ہوگا اور جملہ ارکان خاندان کو فریق بنانا ہوگا ۔

مشترکہ خاندان تابع وائے بھاگ کے حقوق کے متعلق موجودہ خیالات

(۴۳) بنگال کے ہندو جو وائے بھاگ کے تابع ہیں اونھوں نے عملاً قدیم خیالات کو ترک کردیا ہے اور جب وہ مشترک بھی ہوتے ہیں تو بھی اونکی حیثیت ایسے مشترک مالکان کی ہوتی ہے جنکے حصص معیّن ہیں اور جنکے حصص فوت ہونے کے بعد اونکے ورثا کو پہنچتے ہیں ۔ جملہ معاہدات اور دعاوی میں جملہ ارکان خاندان کا فریق ہونا ضروری ہے ۔

(۴۴) عورت پسماندگی کے قاعدہ سے جائداد نہیں پاسکتی ۔ (کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۱۵) ۔ لیکن مدراس میں قرار دیا گیا ہے کہ ایسا خاندان مشترکہ ہوسکتا ہے جو دیوداسی ۔ اوس کی بہن اور اوسکی متبنّیٰ بیٹی پر مشتمل ہو ۔ (مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۶) لیکن مکرر غور کے بعد مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا ہے کہ ایسا مشترکہ خاندان تسلیم نہیں کیا جاسکتا ۔ (انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۲۹ صفحہ ۹۷۴ ۔ انڈین کیسز جلد ۱۷ صفحہ ۲۲۴ ۔ مدراس لا جرنل جلد ۲۳ صفحہ ۳۹۳) ۔

دیوداسی اور ولدالحرام بھائیوں کا مشترکہ خاندان ۔

یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ شودروں میں ولدالحرام بیٹا اپنے صحیح النسب بھائی کیساتھ شریک خاندان مشترکہ ہوسکتا ہے اور وہ جائداد پسماندگی کے قاعدہ سے پاسکتا ہے ۔ (کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۱ ۔ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۴) ۔

تمت

صحت نامۂ دھرم شاستر

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
۴	۳	۲	۱
تمھاری	تمھارے	۲۳	۳
پردان شرادھ	پردان شرادھر	۱۷	۱۱
نبندھ	بلنلط	۹	۱۲
خاص کتابوں	بعض کتابوں	۸	۱۸
فریب	قریب	۷	۵۷
برأت	برات	۱۵	۶۹
ڈگری	ڈگری	۵	۷۴
ڈگری	ڈگری	۱۶	۷۵
ڈگری	ڈگری	۲۰	״

تمت

DUE DATE

گ سلم ۳۰۰

رب ۴۴۹۲)

۳۳۲۳۸

Date	No.	Date	No.